

دلائل نوریہ

بر مسائل ضروریہ

مؤلف۔

حضرت علامہ مولانا

مفتی طارق محمود نقشبندی مدظلہ العالی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، بیٹھادر، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب

دلائل نوریہ بر مسائل ضروریہ

مؤلف

حضرت علامہ مولانا مفتی طارق محمود نقشبندی مدظلہ

سن اشاعت

ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ / مارچ ۲۰۱۱ء

تعداد اشاعت

۳۲۰۰

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار بیٹھادر، کراچی، فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا
محمد وآله وأصحابه أجمعين

ان کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام
جس نے ایمان و ہوش کی حالت میں رسول کریم ﷺ کا دیدار کیا جسے آقا و مولیٰ ﷺ
کی صحبت نصیب ہوئی اور پھر ایمان پر اس کا وصال ہوا اُس خوش نصیب کو شرع میں صحابی کہتے ہیں۔
یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کے لئے قرآن میں رب تعالیٰ نے ﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا
عَنْهُ﴾ (البینۃ: ۹۸/۸) ”اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی“ (کنز الایمان) ارشاد فرمایا۔
یہ مژدہ ہر صحابی کے لئے ہے، اب ان میں سے وہ کہ جنہیں رسول اللہ ﷺ کی خاص
رفاقت حاصل ہوئی وہ تمام صحابہ میں ممتاز مقام رکھتے ہیں، قرآن پاک میں ارشاد ہوا:

﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾ (البقرہ: ۲/۲۵۳)

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔

آیت کی تفسیر میں مفسر قرآن مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۹۱ھ)
فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ بعض رسول بعض سے اعلیٰ ہیں، یہ نہیں کہہ سکتے
کہ بعض بعض سے ادنیٰ ہیں، اس میں ان کی توہین ہے جیسا کہ فضلنا سے معلوم ہوا۔

چنانچہ اس آیت کریمہ میں پتا چلا کہ وصف نبوت میں تو تمام انبیاء میں کوئی تفرقہ نہیں یا
خصائص و کمالات میں درجے متفاوت ہیں اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان،
خازن، مدارک)

بلاشبہ تمام صحابہ وصف صحابیت میں برابر ہیں لیکن بعض کا مقام بعض سے افضل ہے یہی
کہنا ایک مسلمان کو زیب دیتا ہے اور یہی تعلیم قرآن اور طریقہ سلف صالحین ہے۔

بعض لوگ اور صاحبانِ منبر اس روش کی طرف چل پڑے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم
الرضوان خاص کر کاتبِ وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں نقص نکالنا اور افضل
البشر بعد الانبیاء سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عناد کو عین دین اسلام بتاتے ہیں (اسی
بات کا ذکر مصنف نے رسالے کے آخری صفحات میں کیا ہے)۔

مصنف نے قرآن و حدیث اور اقوالِ صالحین سے ان کے شیشے کے اس گھر کو ٹکڑے
ٹکڑے کر دیا ہے اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ تمام صحابہ عظام اسی کے حق دار ہیں کہ ہر ایک کی تعظیم
کی جائے اور بعض کو خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے۔

علاوہ ازیں انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ”علیہ السلام“ اور صحابہ کرام علیہم الرحمہ
کے ساتھ ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کے تعظیمی کلمات کا استعمال جیسا کہ اکابرین کا طریقہ ہے دلائل
سے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان نے اس سے قبل بھی ان دونوں عنوانات پر علیحدہ
علحدہ رسالے شیخ الاسلام مولانا عبد القادر بدایونی رحمہ اللہ کی تصنیف کا اردو ترجمہ بنام
”اختلاف علی و معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما“ اور مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب (رئیس دارالافتاء
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان) کے چند فتاویٰ کا مجموعہ ”علیہ السلام و رضی اللہ عنہ کے
استعمال کا شرعی حکم“ شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

ادارہ اسے اپنی سلسلہ اشاعت نمبر دس و تین (۲۰۳) پر شائع کرنے کا اہتمام
کر رہا ہے، دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے مُصَنَّف، معاونین اور اراکین
ادارہ کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے عوام و خواص کے لئے مفید بنائے
آمین۔

فقط

حافظ محمد رضوان

(جنرل سیکریٹری جمعیت اشاعت اہل سنت)

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد

فَاعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ط وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ
رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ (الفتح: ۲۹/۴۸)

محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اور ان کے اصحاب کفار پر سخت اور آپس میں مہربان (نرم دل) ہیں۔

نہیں جاتی متاع لعل و گہر کی گراں یابی
متاع غیرت و ایمان کی ارزانی نہیں جانی

قرآن مجید کے پہلے مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کی تعریف و توصیف، ایمان و اعمال کا قرآن مجید نے خوب نقشہ باندھا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مومنین، مسلمین، متقین، محسنین، مصلحین، اور اولیاء اللہ وغیرہ کے عظیم القابات سے نوازا ہے اور ان کے فتن و فجو سے مبرا ہونے کی گواہی و شہادت دی، قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا لازوال، لاریب اور غیر متبدل (تبدیل نہ ہونے والا) سچا کلام ہے۔ اس لیے قرآن پاک میں بیان کیے گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کمالات ایسے قطعی ہیں کہ جن میں کسی تردد و شک یا تغیر و تبدل کا ہرگز کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ﴾ (یعنی چھپی و ظاہر باتوں کا جاننے والا ہے) اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ میرے محبوب (ﷺ) کے پیارے صحابہ رشد و ہدایت اور اخلاص و للہیت کی راہ حق سے ہرگز ادھر ادھر نہیں ہوں گے یعنی ہمیشہ راہ حق پر قائم و دائم رہیں گے۔

یہی وجہ تھی کہ ان نفوس قدسیہ کی کفار و منافقین بھی عیب جوئی نہ کر سکے حالانکہ اسلام لانے کی وجہ سے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سخت دشمن تھے اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی ایسی بات ہوتی جو آج کل کے معاندین و حاسدین بیان کرتے ہیں تو کفار و منافقین

ضروران باتوں کو اچھالتے

سرکارِ دو عالم (ﷺ) کے پیارے یاروں کی شان و عظمت تورات و انجیل میں بھی بیان کی گئی ہے جس پر قرآن مجید کی گواہی موجود ہے:

﴿مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ﴾ (الفتح: ۲۹/۴۸)

اس بے مثال جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دیگر لاغائی اوصاف و کمالات اور لا فانی رفعت درجات کا مقابلہ غیر صحابی کے لیے ممکن نہیں کیونکہ حدیث پاک میں موجود ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیے ہوئے ایک کلو جو غیر صحابی کے پہاڑ برابر سونا خرچ کرنے سے افضل ہیں۔

پوری امت مسلمہ کا چودہ سو سال سے یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم (ﷺ) کی بحالت ایمان ایک لمحہ و آن کے صحبت و زیارت کا شرف رکھنے والے صحابی کی عظمت کو کوئی غوث، قطب، ابدال جس کا تمام عمر ایک سانس بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ضائع نہ ہوا ہو نہیں پہنچ سکتا یعنی اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دیگر اوصاف و کمالات جو قرآن و حدیث میں بیان ہوئے ہیں وہ نہ بھی ہوتے تو صرف ایک لمحے کا شرف صحابیت ایسا عظیم شرف ہے کہ جس کا نعم البدل ممکن نہیں ہے اور جو اب سرکارِ دو عالم (ﷺ) کے وصال کے باعث محال ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو گیا ہے، حاصل نہیں کیا جاسکتا تو پھر وہ فضائل و کمالات جو اللہ و رسول نے قرآن و احادیث میں قطعی و یقینی طور پر بیان کر دیئے ہیں ان کا مقابلہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تمام عمر راہ حق و صواب پر قائم رہنا روز روشن کی طرح یقینی ہے۔ جس کا انکار کو ردیدہ و کور عقل کے سوا کوئی نہیں کر سکتا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی امانت و دیانت، صداقت و شرافت، تزکیہ و طہارت بھی نبی کریم (ﷺ) کا ایک معجزہ ہے۔

تمام صحابہ نفس صحابیت میں برابر ہیں اگرچہ درجات صحابیت میں بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے جس طرح تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ و التسلیم نفس نبوت و رسالت میں برابر ہیں کہ قرآن پاک کی اس آیت ﴿لَا نُفَصِّرُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ﴾ (البقرہ: ۲۸۵/۲) کے تحت

اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں کہ پاکوں اور خبیثوں کو اکٹھا رہنے دے یہاں تک کہ وہ پاک و خبیث کو جدا کریگا۔

آیت سے ثابت ہوا یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفر و نفاق اور فتنہ و فحش کی خباثتوں اور آلائشوں سے مبرا ہی نہیں بلکہ منافقوں کے اختلاط سے بھی پاک کر دئے گئے تھے۔ اس قرآنی صراحت کے بعد ان میں کسی کے منافق ہونے کا خیال کرنا یا کینہ و خباثت کی طرف صحابہ کو منسوب کرنا بڑی خباثت ہے فرمایا:

﴿وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمٌ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ (یونس: ۲/۱۰)

ترجمہ: اور خوش خبری دیجئے ایمان والوں (صحابہ) کو کہ ان کا اسلام لانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا ہے۔

﴿وَأَنَّ اللَّهَ لَهَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ (الحج: ۵۴/۲۲)

اور بیشک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو صراطِ مستقیم پر چلاتا ہے۔

پھر اسکی شان کے خلاف ہے کہ ہدایت کے بعد انہیں گمراہ کرے۔ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا وعدہ فرماتا ہے اور انہیں دوزخ سے اتنا دور رکھے گا کہ وہ دوزخ کی آہٹ بھی نہ سنیں گے۔

﴿فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَانْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ﴾ (الحديد: ۷/۵۷)

پس (صحابہ) جو ایمان لائے اور خرچ کیا ان کے لیے بڑا اجر و ثواب ہے۔

﴿قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ فَ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي﴾ (یوسف: ۱۰۸/۱۲)

محبوب تم فرماؤ یہ میری راہ ہے میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں اور میرے قدموں پر چلنے والے (صحابہ) دل کی آنکھیں رکھتے ہیں۔

﴿وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ (الحديد: ۱۰/۵۷)

اور ان سب (صحابہ) سے اللہ تعالیٰ جنت کا وعدہ فرما چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

(یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم راہ حق سے نہیں پھریں گے)

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾

وَالشَّهَادَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ﴾ (الحديد: ۱۹/۵۷)

اور وہ جو اللہ اور رسولوں پر ایمان لائے وہی کامل سچے ہیں دوسروں پر

گواہ ہوں گے اپنے رب کے یہاں ان کے لیے ثواب اور نور ہے۔

﴿وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ (الفتح: ۲۹/۴۸)

نبی ﷺ کے صحابہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں۔

کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَنْ يُؤْمِن بِاللَّهِ يَهْدِ اللَّهُ قَلْبَهُ﴾ (التغابن: ۱۱/۶۴)

اللہ پر ایمان لانے والوں (صحابہ) کے دل ہدایت پر ہوتے ہیں۔

﴿هُوَ أَجْتَبَكُمْ﴾

اللہ تعالیٰ نے اے اصحاب نبی ﷺ (تم کو چن (یعنی پسند کر) لیا۔

﴿وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (ال عمران: ۶۸/۳)

اللہ تعالیٰ مومنین (اصحاب) کا ولی ہے۔

﴿وَالزَّمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا﴾ (الفتح: ۲۶/۴۸)

(صحابہ کے لیے اللہ نے) پرہیزگاری کو لازم کر دیا ہے۔ اور وہی اس

کے زیادہ حق دار اور اہل تھے۔

﴿وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ

الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ط أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ﴾ (فصلًا مِّنَ

اللَّهِ وَنِعْمَةٌ ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ (الحجرات: ۸۰/۷۹)

لیکن اللہ نے ایمان کو پیارا اور دلوں میں آراستہ کر دیا اور کفر اور نافرمانی اور گناہ تمہیں ناگوار و ناپسند کر دیئے ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں پس اللہ کا ان پر فضل و احسان ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ صحابہ کرام گمراہ و نافرمان نہیں ہوں گے ان کے بے عیب اور سچے ہونے میں حکمت یہ ہے کہ انہوں نے پوری دنیا پر صحیح عقائد اور اعمال کو پھیلا دیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ضمیر و خیر میں اللہ تعالیٰ نے ایمان و تقویٰ، رشد و ہدایت اور اوصاف حمیدہ کا نور کچھ ایسا رچا بسا دیا کہ اب کبھی بھی کوئی ان سے نور حق کو جدا نہیں کر سکتا، جیسے پھول سے رنگ و بو جدا نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گناہوں سے پاک ہونے کی سند اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قیامت تک کے لیے محفوظ کر دی ہے جسے کوئی منسوخ نہیں کر سکتا۔

﴿كَمَا آمَنَ النَّاسُ﴾ (البقرہ: ۱۳/۲)

یعنی ایمان لاؤ صحابہ کرام کے ایمان کی طرح۔

اور

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ﴾ (البقرہ: ۱۳۷/۲)

ان قرآنی آیات میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے ایمان کو سچے ایمان کی ہمیشہ کے لیے کسوٹی و معیار بنا دیا ہے جو کوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو بیوقوف کہے خود بیوقوف ہے۔ اور پکا بے شعور ہے۔ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے مذاق کرے اللہ تعالیٰ اس کو سزا دے گا۔

﴿فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ (ال عمران: ۳۱/۳) کے تحت اتباع رسول ﷺ کے باعث اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو اپنا محبوب بنا لیا ہے۔ ﴿مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَ لَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (المائدہ: ۶/۵) سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنگی نہیں چاہتا بلکہ طہارت و پاکیزگی اور پوری نعمت عطا کرنا اور شکر گزار بنانا چاہتا ہے اور ﴿وَيُزَكِّيهِمْ وَيَعْلَمُ لَهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (ال عمران: ۱۰۴/۵) سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ان کو پاکیزگی و پاکیزگی دے گا اور ان کو ان کی حق بات پر قائم رکھے گا۔

۱۶۴/۳) سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی باطنی طہارت و پاکیزگی فرما دی ﴿يُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾ (البقرہ: ۱۵۱/۲) فرما کر قرآن خوانی اور قرآن دانی کا ماہر بنایا ہے، ان سے حق و جہل دور کر کے کتاب و حکمت کا عالم ہونا پسند فرمایا ہے جن کے مالی صدقات، زکوٰۃ و خیرات کو قبول اور ظاہر و باطن کو پاک و صاف کر کے ان کے لیے ہر طرح کے سکون کی دعا کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو یوں دیا۔

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ

ط إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ ط وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (التوبہ: ۱۰۳/۹)

اے محبوب (ﷺ) ان کے مال صدقہ کو قبول فرما کر انہیں ستھرا اور پاکیزہ بناؤ اور ان کے لیے دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اللہ تعالیٰ سنتا اور جانتا ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

﴿يَتَّبِعُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا﴾ (الفتح: ۲۹/۴۸)

کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کے فضل، رضا کے ہر وقت طلبگار رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اخلاص و نیت کی قرآن مجید میں یوں گواہی دی:

﴿مَا يَنْفَعُ قُرْبَتٍ عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَاتِ الرَّسُولِ ط إِلَّا أَنْهَا قُرْبَةً

لَهُمْ﴾ (التوبہ: ۹۹/۹)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو خرچ کرتے ہیں ان کی نیت اللہ کا قرب اور

رسول کریم (ﷺ) سے دعائیں لینا ہے خبردار (ان کی محبت میں شک

نہ کرنا) بیشک اس چیز کے باعث وہ اللہ کا قرب پائیں گے۔

اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی اصلاح مشکل ہوتی اور وہ معاذ اللہ حق سے پھرنے والے ہوتے تو اللہ تعالیٰ اس تفصیل و اہتمام سے ان کی شان بیان نہ فرماتا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کی

ثابت قدمی و باہمی ربط کے متعلق قرآن میں فرماتا ہے:

﴿وَلْيَرْبِطْ عَلَى قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتْ بِهِ الْأَقْدَامَ﴾ (الانفال: ۱۱/۸)

تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو مضبوط و مربوط کرے اور تمہیں ثابت قدم رکھے۔

اور اسی آیت میں فرمایا:

﴿إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسُ أَمَنَةً..... وَيُذْهِبَ عَنْكُمُ رِجْزَ الشَّيْطَانِ﴾ (الانفال: ۱۱/۸)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھک جائیں تو اللہ تعالیٰ سکون کے لیے خود نیند طاری کرتا ہے.... اور دور کردی ان سے شیطانی ناپاکی (یعنی صحابہ میں شیطانی وسوسہ ٹھہر نہیں سکتا)۔

ان آیات سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذات اور اعمال و کردار اور نیکیوں کی قبولیت کا قطعی و یقینی ہونا بالکل واضح ہے اس مخلص و مقدس جماعت کی نیتوں پر شک کرنے والے ذرا اپنے گریبان میں جھانکیں اور اپنے نجی و عائلی کرتوتوں پر ایک طائرانہ نظر ہی ڈال لیں، ممکن ہے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی تھکاوٹ سے بچ جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہاری مجہول تاویلات اور من گھڑت تحقیقات پر فیصلے نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى﴾ (الاعلیٰ: ۱۹/۸۷)

جو خود کو پاک کرے وہ کامیاب ہے۔

تو پھر جن کو اللہ و رسول پاک کریں ان کی طہارت کا کیا حال ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر وقت طہارت و ستھرائی کے طلب گار رہتے ان کے اس جذبے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا:

﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ﴾ (التوبہ: ۱۰۸/۹)

(محبوب ﷺ آپ کی مسجد میں) وہ لوگ ہیں جو خوب ستھرا ہونا چاہتے

ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دعا کریں:

﴿رَبَّنَا فَاعْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا﴾ (آل عمران: ۱۹۳/۳)

اے ہمارے رب ہمارے گناہ معاف فرما اور برائیاں مٹا دے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے فوراً قبول کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ ۖ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَآخَرُ جُؤَا

مِنْ دِيَارِهِمْ وَآوَدُوا فِي سَبِيلِي ۚ قُتِلُوا وَفُتِلُوا لَا كُفْرَانَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا دُخْلَنَّهُمْ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ

عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝﴾ (آل عمران: ۱۹۵/۳)

ان کے رب نے ان کی دعا قبول کر لی کہ وہ نہیں ضائع کرتا کسی کی محنت کو مرد ہو یا عورت سب ایک ہیں (اجر دیئے جانے میں) پس جنہوں نے ہجرت کی اور ستائے گئے، جہاد میں (غازی ہوئے) یا شہید ہوئے ضرور ان کے گناہ معاف کروں گا اور ضرور ان کو نہروں والی جنتوں میں داخل کروں گا اور اپنی بارگاہ سے ثواب دوں گا ان کو اچھا ثواب۔

پوری جماعت صحابہ کو ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ (آل عمران: ۱۱۰/۳) فرما کر کہ تم

بہترین گروہ ہو، خیر امت ہونے کی قرآنی سند عطا فرمادی ﴿يُسْعَىٰ نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ﴾ (الحديد: ۱۲/۵۷) (صحابہ) کے آگے اور دائیں نور دوڑتا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا صحابہ اندھیر نگری میں نہیں رہتے تھے۔ وہ اللہ کے نور کی روشنی میں زندگی گزارتے ہیں۔ اس لیے وہ ناحق آپس میں کیسے لڑ سکتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وہ خوش نصیب و عالی بخت جماعت ہے جن کے فاتح عالم اور اعمال کے کامل ہونے کی گواہی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں بیان فرمائی:

﴿وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ صَـلِّ عَلَى الْوَلَدِ الْمَعْرُوفِ﴾ (التحریم: ۸/۶۶)
 ﴿وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ صَـلِّ عَلَى الْوَلَدِ الْمَعْرُوفِ﴾ (التحریم: ۸/۶۶)

(صحابہ) تم ہی غالب آؤ گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے وہ ہرگز تمہارے اعمال میں نقصان نہ کرے گا۔

سورہ حدید آیت ۲ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿هُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ﴾

جہاں بھی ہو میں اللہ تمہارے ساتھ ہوں۔

جو ہر وقت اللہ کی معیت و توجہ اور حفاظت و نگرانی میں ہوں وہ شیطانی خواہشات اور دنیوی اغراض و مفادات کی آلائشوں سے کیونکر آلودہ ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے اطمینان قلبی، وسعت ایمانی اور حق یقینی کی گواہی قرآنی الفاظ میں یوں بیان فرمائی:

﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيُذْذُوا﴾
 ﴿إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ﴾ (الفتح: ۴/۴۸)

اللہ وہ ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اتار دیا کہ ان کا ایمان و یقین زیادہ ہو۔

اور فرمایا:

﴿لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ﴾ (التحریم: ۸/۶۶)

اللہ تعالیٰ رسوا نہ کرے گا نبی اور آپ کے (صحابہ) کو۔

وہ صحابہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو فرمائے:

﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ﴾ (الانعام: ۵۲/۶)

اور دور نہ کرو (صحابہ) کو جو اپنے رب کو صبح و شام یاد کرتے ہیں رضا چاہنے کے لیے۔

﴿قُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾ (الانعام: ۵۴/۶)

پس اے محبوب ﷺ تم فرماؤ سلام ہو (صحابہ) تم پر تمہارے رب نے رحمت کرنا لازم کر لی اپنے ذمہ کرم سے۔

سورہ کہف آیت (۲۸) میں فرمایا:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ﴾

اے محبوب (ﷺ) اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اللہ کی رضا کے لیے عبادت کرتے ہیں اور ان سے اپنی نظریں نہ ہٹائیے۔

آیت بالا سے معلوم ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وہ مقدس جماعت ہے جن کا بحکم قرآن ایمان مضبوط، دل چین سے مسرور افکار و کردار ہر قسم کے نقائص و عیوب سے محفوظ اور اخلاص و للہیت سے معمور ان کو اپنے قریب کرنے خود کو ان کے قریب رکھنے اور دور نہ کرنے اور ہر وقت توجہ خاص میں رکھنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو کس قدر واضح الفاظ میں دیا بلکہ فرمایا:

﴿هَذَا ذِكْرٌ مِّنْ مَّعِيَ﴾ (الانبیاء: ۲۴/۲۱)

کہ یہ قرآن تو تمہارے (صحابہ) کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے دشمنان صحابہ کا منہ بند کرتے ہوئے فرمایا:

﴿بَانَ اللَّهُ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (محمد: ۱۱/۴۷)

کچھ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں (صحابہ) کا مولیٰ ہے۔

سورہ انفال آیت ۲۶ میں فرمایا:

﴿فَاَوْكُمُ وَابْذِكُمْ بِنَصْرِهِ وَرَزَقْكُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ﴾

اللہ نے (صحابہ) کو اپنا ٹھکانہ دیا اپنی مدد سے طاقت ور بنایا اور پاک رزق عطا فرمایا۔

﴿وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلَفَ بَيْنَهُمْ ط إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (الانفال: ۶۳/۸)

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے دل آپس میں محبت سے ملا دیئے ہیں وہ غالب حکمت والا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ دلوں میں محبت ڈالنے کی طاقت رکھتا ہے اور اس باہمی محبت میں حکمت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں خواہشات دنیوی کے لیے اختلاف و جھگڑا نہ کریں قرآن مجید نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خواہشات و اشکاف الفاظ میں بیان فرمائیں کہ وہ عرض کرتے ہیں:

﴿غُفِرَ لَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ﴾ (البقرہ: ۲/۲۸۵)

اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور اپنی بارگاہ سے ٹھکانہ دے۔

وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو ہر وقت دعا کریں:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ

رَحْمَةً ط إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ (ال عمران: ۸/۳)

اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر بعد ہدایت دینے کے اور عطا فرما اپنی خاص رحمت بیشک تو ہی عطا فرمانے والا ہے۔

صحابہ دنیا کی نہیں بلکہ نیک لوگوں میں شامل ہونے کی طمع رکھتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے:

﴿وَنَطْمَعُ أَنْ يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ۝ فَاتَّبَعَهُمُ اللَّهُ

بِمَا قَالُوا﴾ (المائدہ: ۵/۸۴، ۸۵)

اور ہماری خواہش ہے کہ ہمارا رب ہمیں صالحین کے گروہ میں شامل فرمائے پس اللہ نے ان (صحابہ) کی خواہش کو پورا کر دیا۔ سورہ توبہ کی آیات ۱۱۲، ۱۱۱ ملاحظہ کریں ان کی صرف دعاؤں کو ہی قبول نہیں کیا گیا بلکہ فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ

الْجَنَّةَ﴾

بیشک اللہ تعالیٰ نے ان مومنین (صحابہ کی جانوں اور مالوں کو خرید لیا یعنی قبول کر کے جنت عطا فرمادی ہے۔

ایسا کیوں کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾

وہ (صحابہ) اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔

﴿فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ﴾

وہ اللہ کے دشمنوں سے جنگ کرتے ہوئے اپنی جان بھی قربان کر دیتے ہیں۔

﴿وَعَدَّا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ﴾

اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر کیے ہوئے سچے وعدہ کا ذکر قرآن مجید کے علاوہ تورات اور انجیل میں بھی کیا ہے۔

جو کہ صحابہ کے ساتھ کمال محبت و شفقت منہائے کرم و مہربانی اور ان کی شان رفعت نشان کی کھلی دلیل ہے۔ پھر آگے فرمایا:

﴿وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ﴾

کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر وعدہ پورا کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔

﴿فَاسْتَبَشِّرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ﴾

لہذا خوشیاں مناؤ (اے صحابہ) اس سودے کی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا ہے۔

﴿وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

اور یہ بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔

یہ کامیابیاں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس لیے دیں کہ

﴿الْمُسْلِمُونَ الْعَبِيدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّائِعُونَ

السَّاجِدُونَ لِأَمْرٍ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ۖ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿التوبة: ۱۱۲/۹﴾

کہ ان (صحابہ) سے کوئی غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں اللہ کی خوبیاں بیان کرنے والے ہیں روزہ رکھنے والے ہیں رکوع و سجود کرنے والے ہیں بھلائی بتانے والے ہیں برائی سے روکنے والے ہیں اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے ہیں ایسے ایمان والوں کے لیے اللہ کی طرف سے خوش خبریاں ہیں۔

﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۖ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۖ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (المجادلہ: ۲۲/۵۸)

اللہ تعالیٰ ان (صحابہ) سے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے وہ (صحابہ) اللہ کا گروہ ہیں خبردار بیشک اللہ کا ہی گروہ (صحابہ) فلاح و مراد والے ہیں۔

ایسے عظیم اوصاف و کردار والے ذاتی و فانی، دنیوی اغراض و مفادات کی خاطر آپس میں ہرگز نہیں لڑ سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ﴾ (الاعراف: ۴۳/۷)

ہم نے ان کے سینوں سے حسد کینہ نکال دیا ہے۔

صرف کینہ ہی نہیں نکالا بلکہ

﴿فَأَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا﴾ (ال عمران: ۱۰۳/۳)

پس (صحابہ) کے دلوں میں ایسی محبت ڈال دی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَمْ يَمَسَّ سِمْيَاءُ سُوءٍ ۖ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ﴾ (ال عمران: ۱۷۴/۳)

وہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر چلنے والے ہیں کسی برائی نے انہیں چھوا بھی نہیں۔

برائی انہیں کیوں چھوتی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَيُشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ۖ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ﴾

(التوبة: ۱۰۴/۹)

کہ اللہ نے ایمان والوں (صحابہ) کے سینوں کو شفا بخش کر ان کے دلوں سے تنگی دور کر دی ہے۔

اس لیے

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾ (المؤمنون: ۳/۲۳)

اب وہ لوگ (صحابہ) لغو و بیہودہ باتوں کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے:

﴿لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (النحل: ۹۹/۱۶)

ایمان والوں (صحابہ) پر شیطان کو غلبہ نہیں۔

اگر ان سے سہواً کوئی غلطی ہو بھی جائے (معاذ اللہ) تو قرآن نے بتایا:

﴿كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۚ لَا أَنَّهُ مَنِ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءٌ

بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (الانعام: ۵۴/۶)

تمہارے رب نے اپنے کرم سے فرض کر لیا (اے صحابہ) تم پر رحمت کرنا جو کوئی بھول کر غلطی کرے پھر توبہ کرے اور خود کو سنوار لے تو بیشک اللہ

تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

عرش الہی کے فرشتے بھی ان کے لیے دعائے بخشش کرتے ہیں قرآن کہتا ہے:

﴿الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ

يُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ

رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ

عَذَابَ الْجَحِيمِ﴾ (المؤمن: ۷/۴۰)

اللہ کا عرش اٹھانے والے اور عرش کے گرد تسبیح و حمد کرنیوالے ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں (صحابہ) کے لیے مغفرت مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب تیری رحمت اور علم ہر چیز پر وسیع ہے پس تو اپنی راہ پر چلنے اور توبہ کرنے والوں کو بخش دے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

چنانچہ قرآن کہتا ہے:

﴿عَفَا اللَّهُ عَنْهَا ط وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ﴾ (المائدہ: ۱۰۱/۵)

اللہ تعالیٰ نے انہیں (صحابہ کو) معاف فرما دیا ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا بردبار ہے۔

صرف معاف ہی نہیں فرمایا بلکہ فرمایا:

﴿وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً﴾ (لقمان: ۲۰/۳۱)

اللہ تعالیٰ نے (اے صحابہ) تم پر اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں انڈیل (بہا) دی ہیں۔

منتہائے کرم یہ ہے کہ

﴿هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ﴾ (الاحزاب: ۴۳/۳۳)

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے (اے صحابہ) تم پر بھی درود بھیجتے ہیں۔

اور یہ اس قابل ہیں چنانچہ قرآن کہتا ہے:

﴿وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۝ ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ ط وَكَفَىٰ بِاللَّهِ عَلِيمًا﴾ (النساء: ۶۲/۴)

اللہ کے علم و فضل سے (صحابہ) بہت اچھے ساتھی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ ہر وقت درود بھیجے وہ باہم عناداً کیسے جنگ کر سکتے ہیں۔

اب ان نصوص قرآنیہ کے مقابل جو لوگ من گھڑت روایات یا تاریخی حکایات سے یہ ثابت کرنے پر مصر یعنی (اڑے ہوئے ہیں) کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اقتدار و مفادات کے

لئے آپس میں جھگڑتے اور ایک دوسرے کو گالیاں دیتے تھے۔ ان کے علم تجہیل اور تحقیق تھلیل و تفسیق کو کوئی مسلمان کیسے مانے گا ایسی اولوالعزم اور اعلیٰ اور مہتمم بالشان مقدس اور مخلص جماعت پر رائے زنی کرنے والوں کے متعلق قرآن کہتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ (الاحزاب: ۵۸/۳۳)

جو لوگ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں (یعنی صحابہ اور صحابیات) کو بلاوجہ ستاتے ہیں وہ کھلا بہتان اور گناہ اپنے سر لیتے ہیں۔

اس نورانی جماعت صحابہ کرام پر الزام تراشیاں اور رائے زنی کر کے ان کی شان میں تنقیص کرنے والے کیا اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّمَا النَّجْوَى مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا﴾ (المجادلہ: ۱۰/۵۸)

بے شک شیطان ایمان والوں (صحابہ) کو پریشانی میں ڈالنے کی مشاورت کرتا رہتا ہے مگر ذرا بھر بھی ان کو تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔

قرآن کی اس نص قطعی سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہو گئی ہے کہ صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کو حرف گیری کر کے اذیت اور تکالیف پہنچانے والے رافضی و خارجی اور ان کے آلہ کار قیامت تک سینے پیٹتے، گلے پھاڑتے اور سر پھوڑتے رہیں مگر ناکامی و رسوائی کے سوا انہیں نہ کچھ حاصل ہوا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (آل عمران: ۸۳/۳)

اسلام کے سوا دین چاہنے والے کو قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ خسارہ اٹھائیں گے۔

اختلافات صحابہ میں اہل سنت کا نظریہ احتیاط

جو لوگ حضرت علی، اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والے اختلاف و معاملات کو آج ڈیڑھ ہزار سال بعد ہوا دے کر مسلمانوں میں جدال و فساد اور تفرقہ پیدا کر رہے ہیں وہ مذکورہ بالا آیات قرآنیہ سے عبرت و نصیحت حاصل کریں، خدا اور رسول ﷺ کی مدوح جماعت صحابہ کی مخالفت مول نہ لیں۔ قرآن مجید کے حکم:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾ (البقرہ: ۲۰۸/۲)

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور اپنے کھلے دشمن شیطان کی اتباع نہ کرو۔

اسلام صلح کلیت (کچھڑی) کی اجازت نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے:

﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾ (کافرون: ۶/۱۰۹)

تمہارے لئے تمہارا دین ہمارے لئے ہمارا دین ہے۔

معاشرے کو خواہ مخواہ کے الجھاؤ میں نہ ڈالیں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے معاملات کا فیصلہ کرنے کے لئے تمہیں کوئی قاضی نہیں بنایا نہ وہ تمہاری تحقیق مجہول و فضول کا محتاج ہے بلکہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَ أَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ﴾ (الاعراف: ۸۹/۷)

اللہ ہی بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔

قرآن پاک نے یہ بھی ہمیں بتادیا:

﴿تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا

تُسْأَلُونَ عَنْهَا ۚ كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (البقرہ: ۱۴۱/۲)

کہ وہ جماعت گزر چکی ہے ان کے اعمال ان کے لئے تمہارے تمہارے

لئے اور تم سے ان کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا عمل کرتے تھے۔

صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم کے خلاف ہرزہ سرائی وہی کر سکتا ہے جسے نبی کریم ﷺ کے رو برو پیش ہونے کا یقین نہ ہو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے وہابیت اور شیعیت کی افراط و تفریط سے بچا کر نہ صرف سنی مسلمان بلکہ اہلسنت کا رہنما اور پیشوا بنایا پھر عوام اہلسنت نے بھی آپ پر تن من دھن قربان کر کے تجوریاں بھرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی پھر یہ کتنی ناشکری، احسان فراموشی اور ستم ظریفی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی غلامی بلا شرط اور اطاعت بلا فصل کرنے والے جان نثار پر و انوں صحابہ اور اہل بیت کے معاملات کو اپنی عقل و علم نارسا کے ترازو میں تولنا شروع کر دیں اور ۹۹ فی صد عوام اہلسنت کے جذبات کا خون کر کے چند خبیث و ذلیل حامیان شیطان پلید کے زیر جیف (مردار مال) کو تحفہ عظیم سمجھنا کوئی دانشمندی نہیں بلکہ دارین کی روسیاهی و تباہی کا باعث ہے اگر تمہارا کوئی شاگرد اور ارادت مند ذرا سی چشم پوشی کر بیٹھے تو تم رات دن اسے احسان فراموشی اور ناشکری کے طعنے دیتے ہوئے نہیں تھکتے۔ تمہارا احترام تو دینی اور مسلکی تعلق کی بنا پر تھا نہ کہ آپ کا کوئی زرخیز غلام ہے۔ اگر تمہاری ناشکری ناقابل معافی جرم ہے تو پھر خود ہی سوچ لیں کہ اللہ اور رسول ﷺ کی ناشکری کی کیا سزا ہوگی۔

خود ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کرو ہم نے کہا تو شکایت ہوگی

امام طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں صحابہ کی محبت دین و ایمان کا حصہ اور حسن عقیدت کی آئینہ دار ہے اور بغض و عداوت رکھنا نفاق و گناہ اور کفر کی علامت ہے۔ (الاسالیب البدیعہ)

مذکورہ بالا قرآنی آیات پر غور کے بعد صحابہ کرام اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کو صحابی مان کر ان پر طعن و تشنیع کے حیلے سوچنے والے اپنے ایمان کے متعلق خود ہی فیصلہ کریں۔

علامہ نبہانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین جو اختلاف و عکراؤ نظر آئے اس سے بچنے کی کوشش کر۔ کہ ان پر حسن ظن رکھنا واجب ہے ان کی سیرت حمیدہ و محمودہ اور فضائل کا چرچہ کر۔ جس نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی خوبیاں بیان کیں وہ نفاق سے

بچارہ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ایک چیز یہ ہے کہ آپ ﷺ کے تمام صحابہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے صحابہ سے افضل ہیں ان کے مرتبے کو کوئی کمالات علمی اور عملی والا خواہ کتنا ہی فائق ہو نہیں پہنچ سکتا ان کے ہدایت کے بلند جھنڈوں سے راستہ تلاش کر۔ گمراہ شیعہ اور بدعتی لوگوں سے تعلق قطع کر۔ مستند آئمہ کا اجماع ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں، ان پر بحث نہ کی جائے آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ اگر کوئی بدو (دیہاتی) بھی ایک لمحہ بحالت ایمان زیارت کر لیتا تو حکمت و دانائی کی باتیں کرنے لگتا۔ (ملخصاً جواہر البحار)

سرکارِ دو عالم ﷺ کی حدیث ہے کہ میرے صحابہ پر طعن سے اپنی زبان روکوان کا ذکر صرف بھلائی و خیر سے کرو۔

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں نے اپنے رب سے صحابہ کے اختلاف کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے محبوب ﷺ وہ ستاروں کی مانند ہیں بعض بعض سے قوی ہیں۔ اور ہر ایک کے لئے نور ہے جس نے ان کے اختلاف میں سے بھی کسی چیز پر عمل کیا تو وہ بھی میرے نزدیک ہدایت پر ہے اس سے ثابت ہوا کہ تمام صحابہ اختلافی معاملات میں بھی ہدایت پر تھے۔ صحابہ کرام کی جماعت ایسی جماعت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آیہ کریمہ ﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾ (البینہ: ۸/۹۸) کے الفاظ میں اپنی رضا کا قطعی سرٹیفکیٹ عطا فرمایا اس لئے ان کی شان کے خلاف بے سرو پا تاریخی روایتوں اور من گھڑت حکایتوں کی قطعاً کوئی حیثیت نہیں۔

شیعہ فرقہ ۳۷ ہجری کو ظاہر ہوا جو چند ایک کے سوا تمام صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں ان کا لیڈر عبداللہ ابن سبا یہودی تھا جو مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے مسلمان ہوا اس نے بڑی مکاری و فریب سے محبتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آڑ میں سب سے پہلے ملت اسلامیہ کی اجتماعیت و اتحاد کو پارہ پارہ کیا حتیٰ کہ خود شیعہ فرقہ بھی اس کی چیرہ دستیوں سے نہ بچا اور شیعہ بھی ۲۴ فرقوں میں تقسیم ہو گئے جو قرآن پاک میں کمی بیشی کے الزامات صحابہ پر لگاتے ہیں اور احادیث پر بھی اعتماد نہیں کرتے ملخصاً (صواعق محرقہ) حالانکہ وحی جلی و خفی کے نقل کرنے میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہی پاک افراد متعین و مخصوص تھے۔ ثبوت احکام قرآن و سنت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتماد از حد ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ اہل سنت و جماعت تمام صحابہ کے متعلق عادل و امین ہونے اور حرکات قبیحہ و خصائل خسیہ و ذلیلہ اور خطائے شرعیہ سے محفوظ و مامون ہونے کا عقیدہ صحیح رکھتے ہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اعزاز صحابیت کی برکت سے شرف علم و تزکیہ باطن بھی حاصل ہو گیا لہذا ان کو عادل نہ ماننے سے قرآن و سنت کی حقانیت و صحت پر شک لازم آتا ہے اور قرآن و سنت کی حقانیت پر شک کرنے سے فسق و گمراہی اور پھر نوبت کفر تک پہنچ جاتی ہے جو کہ دارین میں نقصان و خسران کا باعث ہے اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے اور دارین کے عذاب سے بچائے صحابہ کرام کی مکرم و معظم جماعت کی صرف ایک صحابیت کی صفت ہی اتنی بڑی شان والی ہے کہ کوئی اس کی عظمت کا اندازہ نہیں لگا سکتا اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ کی مثال کھانے میں نمک کی سی ہے۔ (خصائص کبریٰ) یعنی صحابہ کے بغیر شریعت اسلامی بے مزہ ہو جائے گی۔

اہل تصوف نے تو ولی کی نشانی یہ بیان کی ہے کہ ولی وہ ہے جس سے کوئی ناشائستہ حرکات سرزد نہ ہوں۔ (کتاب: ہمدان کے مشائخ نقشبند صفحہ ۱۴۴)

تو پھر قرآن مجید کے حکم ﴿وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (البقرہ: ۱۵۱/۲) کہ میرے محبوب ﷺ تم کو ستھرا کرتے ہیں اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس لاریب کلام کی گواہی کے بعد کسی کو یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ وہ ایک آدمی کو صحابی رسول ﷺ بھی مانے اور پھر اس میں نہ صرف صفات مذمومہ کا قائل ہو بلکہ اس کی صحابیت پر طعن بھی کرے یہ اہلسنت کا عقیدہ نہیں کہ خود اچھے عمل کر کے ولی بننے والا تو بُرے خصائل و عادات اور حرص دنیا سے پاک ہو جائے اور پھر اس ولی کی نگاہ کی تاثیر کا یہ عالم ہو کہ وہ چوروں کو ہوس و حرص دنیا کی آلائیشوں سے ایک ہی نگاہ سے پاک کر کے قطب بنا دے اور بارگاہ

نبوت و رسالت میں تربیت پانے والا (صحابی) بغضی، حاسدی، لالچی و کینہ پرور اور متعصب ہی رہے العیاذ باللہ۔ جبکہ نبی کا کلمہ پڑھے بغیر کوئی آدمی ولی تو درکنار مسلمان بھی نہیں بن سکتا۔

اولیاء صیقل گراں روم داں
نے چوں نقاشان چین لعبت گراں
اولیائے کرام چین کے نقاشوں اور روم کے صیقل گر (چکانے) والوں
کی طرح ہیں۔ تو پھر سید عالم ﷺ کی صیقل گری اور نقاشی کا کیا عالم ہوگا
اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ ﷺ کی نگاہ کرم سے
کیوں کر صیقل نہیں ہوئے ہوں گے۔

وہابیوں، شیعوں کے خنس و خبث سے لتھڑی ایسی خرافات و ضلالت کے متعفن ملغوبے
اہل سنت ہرگز نہیں چاہتے جو اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی شان و عظمت کو اپنی ناقص عقل کے ترازو
میں تولنے کے مکروہ دھندہ سے نہ صرف اپنے بلکہ دوسروں کے دین و دنیا کو بھی تباہ کر رہے
ہیں۔ اللہ تعالیٰ بے حد و بے حساب رحمتیں نازل فرمائے آمَنہ و مشائخ اہل سنت پر جنہوں نے
بڑی جانفشانی سے مذہب اہل سنت کو افراط و تفریط کی لعنتوں سے محفوظ رکھا اور صراط مستقیم کو ہر
دور میں خوب نکھارا۔

تمام صحابہ عادل، اہل خیر و صلاح اور دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے مقدمات ہیں۔
نبراس شریف میں ہے:

فان المذهب عندنا ان اصحاب الحمل و الصفيين عدول
لانهم مجتهدون

بیشک اہل سنت و جماعت کے نزدیک (حضرت امیر معاویہ، حضرت
عائشہ، حضرت علی رضی اللہ عنہم کے درمیان لڑی جانے والی) جنگ جمل و
صفین میں شریک ہونے والے صحابہ کرام مجتہد و عادل تھے۔

مرقات حاشیہ مشکوٰۃ شریف میں ہے:

واما معاویہ رضی اللہ عنہ فهو من العدول الفضلاء الصحابة
اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل اور اہل فضل صحابہ میں سے ہیں
امام نووی فرماتے ہیں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کمال عدالت، قبول
شہادت اور تسلیم روایت پر اجماع و اتفاق ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں جو کسی صحابی کے ساتھ بغض رکھے وہ بد مذہب
ہے۔ (مکتوبات شریف جلد اول)

ہمیں تمام صحابہ کے ساتھ محبت و تعظیم کا حکم ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ
کرنے والے خطا اجتہادی پر تھے نہ کہ خطا عنادی پر، بلکہ مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عاص کی غلطیاں اور لغزشیں حضرت اویس قرنی اور
حضرت عمر بن عبدالعزیز کی صحیح آراء سے افضل تھیں۔ (مکتوبات شریف)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ نے شامان امیر معاویہ رضی اللہ
عنہ کے جواب میں پانچ کتب تحریر کیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) البشرى العاجلة من تحف آجلة

(۲) عرش الاعزاز والاكرام لاؤل ملوك الاسلام

(۳) زب الاهواء الواهية فى باب الامير معاوية

(۴) اعلام الصحابة الموافقين لامير المعاوية و ام المؤمنين

(۵) الاحاديث الراوية لمدح الامير معاوية

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں خلفاء اربعہ اور امام حسن رضی اللہ عنہم کی صلح کے
بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع ہوا۔ (تاریخ الخلفاء)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتہادی اختلافات ان کی صاف دلی پر اثر انداز نہیں
ہوتے تھے۔ (شیخ شہاب الدین بحوالہ الاسالیب البدیعیہ از علامہ نبھانی)

جبرائیل علیہ السلام کے مشورہ سے نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی کا اعزاز بخشا اس لیے کہ وہ امین ہیں آپ کی بہن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی بیوی ہیں اس لحاظ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے سالے ہیں تمام مسلمانوں کے ماموں ہیں ان کے والد حضرت ابوسفیان نبی کریم ﷺ کے سسر اور ان کی والدہ ہندہ آپ ﷺ کی ساس ہوئیں۔ بغض معاویہ میں ہلکاں رہنے والے ان کے والد، والدہ پر بہتان طرازی کرتے وقت یہ نہیں سوچتے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے سسر اور ساس کی توہین کر رہے ہیں حالانکہ حدیث پاک ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس خاندان میں میں نے شادی کی یا جس کسی نے میرے خاندان میں شادی کی ان پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک سوتریٹھ احادیث مروی ہیں فتح مکہ سے قبل اسلام لائے جنگ حنین، یمامہ، قسطنطنیہ میں شریک ہوئے جس میں شریک ہونے والوں کو نبی کریم ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی آپ کے والد ابوسفیان اور والدہ ہندہ اور دیگر تمام اہلخانہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ کے لیے دعا فرمائی اے اللہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہادی اور مہدی بنا اور عذاب سے بچا۔

ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے ایک ہی سواری پر سوار تھے تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ کو علم اور حلم (نرمی) سے بھر دے۔ امام سیوطی فرماتے ہیں ابو بکر بن عاصم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حلم (بردباری و نرمی) پر مستقل ایک کتاب لکھی ہے۔ (تاریخ الخلفاء)

ایک مرتبہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو چوم رہی تھیں نبی کریم ﷺ نے ام حبیبہ سے پوچھا کیا تو اس سے محبت کرتی ہے انہوں نے عرض کیا کہ میرا بھائی ہے میں اس سے محبت کیوں نہ کروں نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک کی دو انگلیاں ملا کر فرمایا میں اور امیر معاویہ رضی اللہ

عنہ ان دو انگلیوں کی طرح جنت کے دروازے پر ملیں گے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس سرکارِ دو عالم ﷺ کے کچھ تبرکات تھے آپ نے بوقت وصال فرمایا مجھے نبی کریم ﷺ کی چادر اور قمیص مبارک سے کفن دینا ورنہ ناخن و بال مبارک میری آنکھوں پر رکھ کر دفن کر دینا۔ (سوانح کربلا و سیرت حلبیہ)

محدث اعظم پاکستان کا نظریہ

اہلسنت کے نزدیک تمام صحابہ عادل ہیں واقعہ جمل و صفین میں تین جماعتیں ہو گئی تھیں تینوں مستحق اجر و ثواب ہیں جو کہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس خطا اجتہادی میں اجرو نیکی کے مستحق نہیں وہ غلطی پر ہے قرآن و حدیث اور عبارات ائمہ و سلف و خلف قدست اسرارہم میں صحابہ کرام کے جو آداب تحریر ہوئے ان آداب کے حقدار سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں ان کے آداب و احترام کو پورے طور پر ملحوظ رکھیں ان کی ذات ستودہ صفات کے خلاف زبان طعن دراز نہ کریں کیونکہ وصف صحابیت کا شرف ان کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے ان کو ہر فعل شنیع اور امر فبیح سے پاک سمجھیں اسلاف میں سے کسی نے ان کی عدالت، کمالات اور صحابیت کا انکار نہیں کیا محدثین نے ان سے روایات لی ہیں۔ (کتاب شان امیر معاویہ رضی

اللہ عنہ از افادات محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمة)

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑنے والوں میں سے ایک مقتول کو کہا کہ یہ مسلمان تھا آج کافر ہو کر مرا پڑا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کل بھی مومن تھا آج بھی مومن ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین میں مارے گئے افراد کے متعلق شرعی حکم پوچھا گیا تو آپ نے بلا جھجک فرمایا وہ سب مومن ہیں۔ (ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ میں قتل ہونے والے (دونوں طرف کے لوگ) جنتی ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کا نظریہ

عقیدہ تاریخ کے تابع نہیں بلکہ تاریخ کو عقیدہ کے تابع رکھنا ہوگا اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ تاریخی روایات و نظریہ جو قرآن و حدیث اور عقیدہ مسلمہ کے خلاف ہو باطل و مردود، سازشی ریسرچ ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ تھے ان کی شان میں کوئی بدگمانی نہیں کی جاسکتی کیونکہ ان کی صحابیت مسلمہ ہے جو بدگمانی سے مانع ہے (مولانا محمد شفیع اوکاڑوی امام پاک اور یزید پلید)۔ جو چیز بھی قرآن و سنت کے خلاف اور ناقابل تاویل ہو وہ جھوٹ اور ضعیف الاعتقاد شطروں کی آمیزش ہے جو اپنے مکر و فریب سے امت کے صاف و شفاف چہرے کو داغدار کر رہے ہیں (سید محمد علوی حسنی مالکی مکی)

آج کے گمراہ و بے دین، مریض القلب، منافق شعار و افوض کی مختصر و مفروضہ، مردودہ روایات اور بیہودہ حکایات تاریخ کی خرافات سے صحابہ کے اختلافات جیسا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات کے معاملات ہیں کا قرآن و سنت اجماع امت سے مقابلہ چاہتے ہیں حالانکہ ایسی مہملات روایات تو کسی ادنیٰ مسلمان کو گناہ گار ٹھہرانے کے لیے بھی مسموع (سننے کے قابل) نہیں ہو سکتیں چہ جائیکہ محبوبان خدا صحابہ و اہل بیت مصطفیٰ ﷺ پر تاریخی روایات کی آڑ میں طعن کیا جائے جن کی مدحت نور سے معمور اور بلندی عظمت و شان کے طور ماورائے بیت المعمور کی تفصیل و اجمال کا ذکر قرآن و حدیث میں بھرپور ہے کے خلاف ایسی روایات جن کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی لائق اعتبار نہیں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کتب تاریخ میں بہت اکاذیب (جھوٹی) اباطیل (بے سرو پا) روایات بھری ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایمان والوں (صحابہ) کی نشانی یہ بیان فرمائی کہ وہ ہر وقت دعا کرتے ہیں:

﴿وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ

رَحِيمٌ﴾ (الحشر: ۱۰/۵۹)

کہ اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو آپس کے کینہ سے بچا پیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں دعا قبول کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ﴾

(الاعراف: ۴۳/۷)

ہم نے ان (صحابہ) کے دلوں سے کینہ نکال دیا ہے ان کے لیے جنت میں نہریں جاری ہوں گی۔

ان آیات کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ صحابہ کرام کے سینے ہر قسم کے عیب و کینہ سے پاک تھے۔

صحابی کی عیب جوئی پر وعید

حضرت امام مالک فرماتے ہیں جو شخص نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے کسی کا عیب بیان کرے اس کا مال غنیمت میں کوئی حصہ نہیں (شفاف شریف) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اس کی زبان کاٹ ڈالوں گا تاکہ وہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے کسی صحابی کو گالی نہ دے سکے (شفاف شریف) امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں قرآن و سنت کے صریح دلائل علمائے مسلمین کے اجماع، عقلاء کی تائید اور محقق مصنفین (انصاف کرنے والوں) نے اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ تمام صحابہ عادل و امین تھے سب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ (ال عمران: ۱۱۰/۳)

(اے صحابہ) تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدہ کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔

دوسری آیت میں فرمایا:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى

النَّاسِ﴾ (البقرہ: ۱۴۳/۲)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تم کو اعلیٰ درجہ کی امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو۔

اسی مفہوم کی اور بھی بہت سی آیات ہیں اور نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے:

خیر القرون فی قرنہ

یعنی بہتر صدی میری ہے۔

جو کچھ صحابہ کے مناقب میں بیان کیا گیا ہے اس کے مقابل موضوع (جھوٹی) کمزور (ضعیف) شہادت کی کوئی حیثیت نہیں اس لیے قرآن و سنت میں جو کچھ ہے سب برحق ہے اور وہ سب کچھ ہم تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے سے پہنچا ہے جو آدمی ان کو برا کہتا ہے وہ قرآن و سنت کو باطل قرار دیتا ہے پس ایسے آدمی کو برا کہنا اور اس پر ضلالت و زندقیت (گمراہی) کا حکم لگانا زیادہ مناسب اور صحیح ہے۔ (صواعق محرکہ)

حدیث پاک ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرا صحابی زمین کے جس خطے پر فوت (دفن) ہوا قیامت کے دن وہ اس خطے والوں کی شفاعت کریگا۔ جس کو ان کی شفاعت چاہیے اسے صحابہ کرام کے باہمی اختلافات میں طبع آزمائی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحابہ کے معاملات کا قاضی نہیں بنایا نہ ہی وہ ہمارے فیصلے کے بعد معاذ اللہ ان کو جزا اور سزا دے گا۔

آج چودہ سو سال بعد ان کے اختلافات اُچھالنے سے ہمارے ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ تو یقینی ہے مگر قرآن کے فیصلہ ﴿وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى﴾ (الحديد: ۱۰/۵۷) (سب صحابہ کے ساتھ اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے) ہرگز تبدیل نہیں ہوگا نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

انا امان لاصحابی (شفاء شریف قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ)

کہ میں اپنے اصحاب کے لیے امان ہوں۔

دوسری حدیث میں ہے:

”من سب اصحابی فاجلدوه“

جو میرے اصحاب کو گالی دے اس کو کوڑے مارو۔

ابن شعبان کہتے ہیں جو کسی صحابی کی والدہ کو گالی دے اگرچہ وہ کافر ہو ایسے آدمی کو دو

حدیں لگائی جائیں۔ (شفاء شریف)

نبی کریم ﷺ کے اہل بیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دینا اور ان کا عیب نکالنا حرام

ہے ایسا کرنے والا ملعون ہے۔ (شفاء شریف)

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے بارہ واسطوں سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میرے اصحاب کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو ان کو نشانہ ملامت نہ بنانا جو ان کو دوست سمجھے گا وہ میری محبت کی وجہ سے دوست سمجھے گا جو ان کو دشمن سمجھے گا وہ میری دشمنی کی وجہ سے دشمن سمجھے گا جس کسی نے میرے صحابہ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی جس نے اللہ کو تکلیف دی عنقریب اللہ اس کو پکڑے گا۔ (شفاء شریف)

حضور ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ کو گالی نہ دینا جس نے گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ،

فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اللہ اس کی بندگی اور فرض کو قبول نہیں کریگا۔ (شفاء شریف)

بیشک آخر زمانہ میں ایک قوم میرے صحابہ کو گالیاں دے گی تم ان کی جنازہ نہ پڑھنا

ان کے ساتھ نکاح نہ کرنا ان کے پاس نہ بیٹھنا، بیمار ہوں تو بیمار پرسی نہ کرنا۔ امام مالک فرماتے

ہیں جس نے حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم یا کسی صحابی کو گالی

دی یا گمراہ اور کافر کہا اسے قتل کیا جائے گا۔ (شفاء شریف)

ایک سید طالب علم نے کہا مجھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے نفرت و بدظنی تھی ایک

دفعہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف کا مطالعہ کرتے ہوئے میں نے

پڑھا کہ حضرت امام مالک جو حد حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینے

والے پر لگاتے وہی حد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے والے پر لگاتے تو میں

مکتوبات شریف کو زمین پر پھینک کر سو گیا خواب میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ غصہ کی

حالت میں آئے مجھے دونوں کانوں سے پکڑ کر فرمایا تو ہماری تحریر پر اعتراض کرتا، زمین پر پھیلتا ہے اور اسے معتبر نہیں سمجھتا آجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے چلوں جن کی خاطر تو ان کے بھائیوں کو برا کہتا ہے کچھ دیر کے بعد فرمایا یہ بزرگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں سنو کیا فرماتے ہیں میں نے قریب ہو کے سلام کیا تو آپ نے فرمایا خبردار نبی کریم ﷺ کے اصحاب کے بارے میں کوئی کدورت دل میں نہ رکھو اور ان کی ملامت زبان پر نہ لاؤ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے بھائی کن نیتوں سے ہمارے ساتھ جھگڑے تھے اور شیخ مجدد کی تحریر سے ہرگز نہ پھرنا اس نصیحت کے باوجود میرے دل سے نفرت نہ گئی حضرت علی رضی اللہ عنہ محسوس فرما کر ناراض ہوئے اور مجدد صاحب کو حکم دیا کہ اسکا دل ابھی صاف نہیں ہوا اس کو ایک تھپڑ رسید کرو چنانچہ حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ نے میری گردن پر ایک تھپڑ مارا تو میرا دل کدورت سے صاف ہو گیا۔ (کتاب ہمدان کے مشائخ نقشبند صفحہ ۱۶۵، ۱۶۶)

وہ حضرات غور فرمائیں جن کا شجرہ طریقت حضرت مجدد الف ثانی کے اسم گرامی کے بغیر مکمل نہیں ہوتا انصاف والوں کے لیے اس مذکورہ بالا واقعہ میں بڑی عبرت و نصیحت ہے کتاب مذکورہ ہمدان کے مشائخ کے صفحہ ۱۲۳ پر ہے کہ اولیاء و صوفیاء کرام فقط اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور نفرت و عداوت رکھتے ہیں صفحہ ۱۲۴ پر ہے تزکیہ نفس، صفائے قلب اور کمال اطاعت الہی کی وجہ سے اولیاء کرام کا ظاہر و باطن تقویٰ و طہارت سے آراستہ ہوتا ہے جو اعمال و افعال اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں ان سے پرہیز کرتے ہیں عمدہ اخلاق کی وجہ سے رزائل اخلاق سے منزہ و پاک ہوتے ہیں ان کی نظر میں کسی شیء کی قدر و قیمت باقی نہیں رہتی کیونکہ وہ اللہ کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں جس رنگ کے سامنے سب رنگ ماند ہیں (ہمدان کے مشائخ صفحہ ۱۲۴)

اور صفحہ ۱۲۷ پر ہے کہ اولیاء کرام کی زندگیاں عاجزی، نرم روی اور تواضع سے مزین ہوتی ہیں۔

قارئین ذرا غور فرمائیں کہ جب خود اطاعت الہی کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگنے والے ولی کے تزکیہ نفس، صفائے قلب، حسن اخلاق اور دنیا سے بے رغبتی کا یہ حال ہے تو پھر

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی خاص توجہ سے تربیت پائی اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے چلتے پھرتے قرآن جناب محمد ﷺ کے جلوؤں کا خود اپنی آنکھوں سے بلا حجاب نظارہ کیا اور ان کے آگے سر نیاز جھکایا آپ ﷺ کے ایک اشارہ ابرو پر تن من دھن سب کچھ بلا توقف قربان کر کے خود کو اُلوہی و مصطفویٰ رنگ سے رنگین کر لیا ان کے دلوں میں آلائش دنیوی حسد و کینہ اور وہ بھی آپس میں کیونکر متصور ہو سکتا ہے جبکہ قرآن پاک کی نصوص قطعہ ان کے متعلق واضح طور پر موجود ہیں:

﴿رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾

وہ آپس میں مہربان تھے

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمْ

الْأَنْهَارُ﴾ (الاعراف: ۴۳/۷)

ہم نے ان (صحابہ) کے دلوں سے کینہ نکال دیا ہے ان کے لیے جنت میں نہریں جاری ہوں گی۔

آفتابِ گولڑہ کا ارشاد

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حصولِ صحبتِ نبوت اور آپ ﷺ کے قلب اقدس کے عکس سے منور ہونے کے باعث حضور و دوام کی نعمت حاصل تھی حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی کو فضائلِ صحابہ و اہل بیت میں تشدد، تعصب ناگوار رہا خصوصاً کسی کی ایسی فضیلت جس سے کسی دوسرے کی توہین ہو آپ کو سخت ناپسند تھی۔ (مہر منیر)

تمام صحابہ معیارِ حق ہیں ان پر ایمان لانا ضروری ہے ایک صحابی کا انکار سارے

صحابہ کا انکار ہے۔ (کتاب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ از مقبول سرور صاحب)

توحید کی مجسم دلیل مصطفیٰ کریم ﷺ ہیں اور آپ ﷺ کی رسالت کی مجسم دلیل یا ران مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ نفسِ صحابیت میں تمام صحابہ برابر ہیں۔ تمام اہلسنت اس بات پر متفق ہیں کہ اختلافاتِ صحابہ سے باز رہا جائے اور برائی بیان کرنے سے پرہیز کیا جائے۔ حضرت علی،

حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے اختلافات و محاربات کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے اور ان کی خوبیاں و فضائل کو ظاہر کیا جائے۔ (غنیۃ الطالبین از غوث پاک رضی اللہ عنہ)

حضور ﷺ نے فرمایا معاویہ بن سفیان میرے صاحب اسرار ہیں (تطہیر الجنان)

ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کان پر قلم لگائے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے پوچھا یہ قلم کیسا ہے عرض کیا اللہ و رسول کے لئے تیار کیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو اپنے نبی کی طرف سے جزائے خیر دے بخدا میں نے تم سے وحی کے سوا کچھ نہیں لکھوایا اور میں وحی کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔ (البدایہ والنہایہ)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شان علی رضی اللہ عنہ بیان کرنے والے شعر کو ہر شعر پر ہزاروں دینار انعام دیتے تھے۔ (نقائص الفنون)

کیونکہ ان کے دل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خلاف کوئی کینہ و نفرت نہیں تھی۔ حضرت قابس بن ربیعہ جو شکل و صورت میں نبی کریم ﷺ سے بہت مشابہت رکھتے تھے ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر استقبال کیا آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور بڑی زرخیز جاگیر عطیہ دی۔ (ضیاء النبی جلد ۵)

دشمن علی رضی اللہ عنہ کی سرزنش

جنگ صفین میں قیصر روم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امداد کی پیشکش کی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے ملعون! اگر تو باز نہ آیا تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مل کر تجھے تمام شہروں سے نکال دوں گا اور زمین تجھ پر تنگ کر دیں گے۔ (البدایہ)

سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے جب میرے صحابہ کے اختلافات کا ذکر کیا جائے تو خاموش رہو خواہ ان سے قتل ہی کیوں نہ سرزد ہو جائے۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی اور فقیہ ہیں ان کی جلالت شان کا

اندازہ اس سے لگائیے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما نے ان کے دست حق پرست پر بیعت فرما کر حاکم اعلیٰ بنا دیا اس کے بعد بھی جو شخص ان کی خلافت کو نہ مانے وہ حسین کریمین رضی اللہ عنہما کا کھلا دشمن اور باغی قرار پائے گا۔ (فتاویٰ فیض الرسول)

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی دستبرداری کے بعد کوئی خلافت کا دعویٰ نہیں تھا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر امت کا اجماع ہوا اس لئے سن ۴۱ ہجری کا نام سالِ جماعت (اتحاد کا سال) رکھا گیا۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت مجدد الف ثانی کا ارشاد

جو شخص بعض صحابہ میں عیب نکالتا ہے وہ سب کی متابعت سے محروم ہے کیونکہ قرآن و حدیث کے احکام شرعیہ جو ہم تک پہنچے ہیں صحابہ کرام کی نقل و روایت اور واسطہ سے پہنچے ہیں جب صحابہ کرام مطعون ہوں گے تو نقل و روایت بھی مطعون تصور ہوگی اور احکام شرعیہ کی نقل و روایت چند صحابہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ تمام صحابہ عدالت و صدق اور تبلیغ دین میں برابر ہیں پس کسی ایک صحابی میں طعن و عیب ماننا دین اسلام میں طعن و عیب تسلیم کرنے کو مستلزم ہے۔ (مکتوبات شریف)

ضابطے کی بات یہ ہے کہ بعض کا انکار کل کا انکار ہے صحبت رسول ﷺ کی فضیلت سب صحابہ میں مشترک ہے جو کہ دیگر فضائل و کمالات سے فائق و بلند ہے کیونکہ ان کا ایمان صحبت و نزول وحی کی برکت سے شہودی ہو چکا ہے ایمان کا یہ رتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد کسی کو بھی نصیب نہیں اور اعمال کا کمال ایمان کے کمال کے مطابق ہوتا ہے۔ (مکتوبات شریف)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل، نجباء و فضلاء صحابہ میں سے ہیں (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے) باہمی محاربات کی وجہ سے کوئی صحابی بھی عدالت و نیکی سے خارج نہیں ہوا ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسن ظن رکھنے اور تمام اوصاف و ذیلہ کی نفی کرنے کا حکم دیا گیا صحابہ کو برا کہنا حرام اور بہت بڑی بے حیائی ہے اسے کوڑے مارے جائیں بعض مالکیہ کہتے ہیں اسے قتل کیا جائے۔ (امام نووی شرح مسلم شریف جلد ۲)

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں صحابہ کی تعظیم و تکریم ہم پر واجب ہے ان میں سے کسی کے ساتھ بدعتیگی رکھنا، طعن کرنا یا برا کہنا سب حرام ہے۔ (العقیدہ الحسنہ)

بروایت متعدده یہ امر ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تب و جی تھے اور نبی ﷺ اسی کو کا تب بناتے جو ذی عدالت اور امانت دار ہو۔ (ازالۃ الخفا)

حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں علم و تقویٰ، زہد و امانت، حلم و صداقت اور شانِ اجتہاد میں عام صحابہ سے بہت ہی بلند و بالا حیثیت کے مالک تھے کتب صحاح و سیر میں دونوں کی فضیلت و مناقب پر الگ الگ باب باندھے گئے ہیں خلفاء ثلاثہ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم افضل ہیں آپ کے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگوں کا تذکرہ ہم سیدہ کاروں کو نہیں کرنا چاہیے وہ مجتہد تھے لہذا ہر دو حضرات مُصِیب و مُثَاب ہیں۔ (فتاویٰ یورپ)

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے صحابہ کے جنگ و جدال کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

﴿تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (البقرہ: ۱۴۱/۲)

وہ جماعت گزر چکی ان کے کام ان کے لئے تمہارے کام تمہارے لئے تم سے ان کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا عمل کیا کرتے تھے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں تمام صحابہ عادل اور منصف (انصاف کرنے والے) تھے اگر ان سے کوئی غلطی ہوئی بھی تو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادی وہ خاظمی و عاصی نہ رہے بلکہ تائب و مغفور تھے نصوص قرآنی اور متواتر احادیث ان کی عظمت کی گواہ ہیں۔ (النار الحامیہ لمن ذم المعاوہ)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملوک اسلام تھے مگر خلافت راشدہ کے تابع رہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے ہر صحابی کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا جائے خواہ ان کا

کوئی کام پسندیدہ نہ بھی ہو ان کے اختلافات اجتہادی تھے۔ (النار الحامیہ لمن ذم المعاوہ)

جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی ان سب اہل محبت پہ لاکھوں سلام

کافر شانِ صحابہ پر جلتے ہیں

مسلمانوں پر واجب ہے کہ تمام صحابہ کو عادل، نیک، اللہ کی رضا چاہنے والے، خیر الامم مائیں، اللہ ان سے وہ اللہ سے راضی ہیں اس اُلوہی شہادت و حقیقت میں جو شک کرتا ہے وہ بالا جماع کافر ہے امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قرآن کی آیت ﴿لَيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارُ﴾ سے ثابت ہوا جسے صحابہ غصہ دلائیں (یعنی جو صحابہ کی شان دیکھ کر جلنے لگے) وہ کافر ہے۔ اس آیت سے روافض کے کفر کا مفہوم اخذ ہوتا ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ نے بھی روافض کے کفر میں آپ سے اتفاق کیا ہے اور آئمہ کی ایک جماعت بھی اس معاملہ میں آپ سے متفق ہے۔ (صواعق محرقہ)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑے۔ مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہت تعریف کرتے اور ان کو فقیہ اور مجتہد کہتے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے شکر رنجی ہوئی تو ایک آدمی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی برائی کی کوشش کی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو چپ رہ ہماری ناراضگی کا اثر دلوں تک نہیں پہنچتا۔ (تطہیر الجنان)

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ دیگر آیات مقدسہ کے ساتھ اس آیت کو نقل کر کے فرماتے ہیں واضح رہے کہ خلفائے راشدین کے علاوہ طلحہ، زبیر، حضرت عائشہ صدیقہ، عمرو بن عاص، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم بھی بلاشبہ ان اکثر آیات کے مفہوم و مصداق میں شامل ہیں صرف سابعین اولین کے ساتھ خاص نہیں۔ (الاسالیب البدیعہ فی فضلاء لصحابہ و اقناع الشیعہ)

علامہ نبہانی علیہ الرحمہ علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں صحابہ کے اختلافات تاویل پڑتی ہیں ان کے باعث کوئی عدالت سے خارج نہیں کیونکہ وہ مجتہد تھے۔ (الشرف المئوبد)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صحابہ ایمان کی کسوٹی ہیں جس کا ایمان ان کی طرح نہیں وہ بے ایمان ہے۔ (نور العرفان)

صحابیت اور فسق جمع نہیں ہو سکتے سارے صحابہ فسق سے مامون و محفوظ ہیں قرآن نے ان کے عادل متقی، مغفور اور جنتی ہونے کی گواہی دی ہے۔

تاریخ مصنف کی آئینہ دار ہوتی ہے ۹۵ فی صد واقعات غلط اور بکواس ہوتے ہیں منورخ، محدث اور راوی کی غلطی مان لینا آسان ہے مگر صحابی کا فسق ماننا مشکل ہے کہ اسے فاسق ماننے سے قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر)

صحابی کا فسق و فجور سے بری اور عدالت سے موصوف ہونا فروعی نہیں اصولی مسئلہ ہے اگر کسی صحابی مثلاً امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق کہیں تو کلہم عدول کا عقیدہ سلامت نہیں رہے گا صحیح یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اہلسنت کے کسی فرد نے آج تک فسق کا الزام نہیں لگایا۔ (فضائل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ از محمد صدیق نقشبندی)

حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد

کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی دست برداری کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت و خلافت صحیح و واجب ہو گئی۔ (غنیۃ الطالبین)

باز اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا حق سے بد ہو کے زمانہ کا بھلا بنتا ہے ارے میں خوب سمجھتا ہوں معناتیرا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں امید کرتا ہوں میں اور ہمارے وہ بھائی جو ہمارے ساتھ لڑے ان لوگوں کی طرح ہوں گے جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ إِخْوَانًا عَلٰی سُرَرٍ مُّتَقَابِلِينَ﴾ (الحجر: ۱۵/۴۷)

اور ہم نے ان کے سینوں سے کینہ کھینچ کر آپس میں بھائی بھائی بنا دیا وہ تختوں پر آمنے سامنے ہونگے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چاروں خلفاء راشدین بارگاہ رسالت ﷺ میں بیٹھے تھے نبی کریم ﷺ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تمہیں علی رضی اللہ عنہ سے محبت ہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ، آپ ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے درمیان چپقلش ہوگی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کے بعد کیا ہوگا۔ نبی غیب دان ﷺ فرمایا اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور غفو (معافی) انھوں نے عرض کیا ہم قضاء الہی پر راضی ہیں اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا قَفَّ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ﴾ (البقرہ: ۲/۲۵۳)

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ نہ لڑتے لیکن اللہ جو چاہے کرے۔

(الناہیہ عن طعن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ)

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت کی صحت پر اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی صحت پر اجماع ہے۔ (تطہیر الجنان)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مؤلفۃ القلوب سے نہیں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا رشتہ نسبی لحاظ سے والد اور والدہ دونوں جانب سے پانچویں پشت میں نبی کریم ﷺ سے مل جاتا ہے آپ کے والد، والدہ بھائی فتح مکہ شریف کے وقت ایمان لائے۔ تحقیق یہ ہے کہ خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ شریف سے قبل ۷ ہجری صلح حدیبیہ کے وقت ایمان لائے اور آپ مؤلفۃ القلوب سے نہیں ہیں۔

كان من ومؤلفۃ القلوب ثم حسن اسلامہ (تاریخ الخلفاء)

اگر مؤلفۃ القلوب میں سے تھے بھی تو پھر کیا ہوا؟ ثم حسن اسلامہ کی تلوار بے نیام موجود ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق اپنے اعتقاد میں ادنیٰ نقص کا شائبہ رکھنے سے بھی اجتناب کریں اور اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہیں۔ (صواعق محرقة) (تطہیر الجنان، مدارج النبوت،

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر)

کیونکہ ان کے متولفۃ القلوب ہونے پر طنز و طعن نبی کریم ﷺ پر طنز و طعن کرنا ہے اور آپ ﷺ پر طنز کرنے والا اپنے ایمان کے متعلق خود ہی فیصلہ کر لے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین اور فقیہ فرمایا ہے اور انکی روایات کو لیا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، عمرو بن عاص، وحشی وغیرہ رضی اللہ عنہم یا کسی صحابی کی شان میں تبرا اور بے ادبی کا قائل رافضی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ خطائے اجتہادی تھی جو گناہ نہیں۔ ان کو ظالم، باغی، سرکش یا کوئی بُرا کلمہ کہنا اور صحابہ کے آپس کے واقعات میں لغزشات پر گرفت حرام سخت حرام ہے۔

(قانون شریعت از مولانا شمس الدین صاحب جونپوری)

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ۷ ہجری کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم ﷺ سے ہوا گویا اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ:

﴿عَسَى اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوْدَّةً ط

وَاللَّهُ قَدِيرٌ ط (الممتحنہ: ۷/۶۰)

کہ جن دلوں میں نبی الانبیاء اور ان کے حلقہ بگوشوں کے لیے بغض و عناد کے انگارے دھک رہے تھے۔

انہیں محبت و اخوت کے گلہائے رنگین میں بدلنے کا آغاز حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے کر دیا اس آیت میں مسلمانوں کو تسلی دی گئی ہے کہ تمہارے مکہ میں کا فر رشتہ داروں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ تمہاری مودۃ و محبت ڈال کر جلد ہی مسلمان بنا دے گا۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ چنانچہ فتح مکہ کو یہ وعدہ الہیہ پورا ہوا سارے اہل مکہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ابوسفیان، والدہ ہندہ دیگر تمام اہل خانہ اسلام لے آئے اب ذرا آیہ کریمہ ﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى﴾ (شوری: ۲۳/۴۲) اور دوسری آیت ﴿عَسَى اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوْدَّةً ط وَاللَّهُ قَدِيرٌ ط

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (الممتحنہ: ۷/۶۰) دونوں آیتوں کے مفہوم کو سامنے رکھ کر غور فرمائیں کہ ایک آیت میں مودۃ چاہنے کا ذکر ہے دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کے مودۃ ڈالنے کا بیان ہے جس سے یہ بات بالکل واضح نص کی دلالت سے ثابت ہو گئی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والدین بھائی اور دیگر اہل خانہ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور بانی ء اسلام حضور ﷺ کی صرف محبت ہی نہیں بلکہ مودۃ بھی ڈالی تھی لہذا چند یزیدی خبیثوں کی وجہ سے پورے قبیلہ بنو امیہ پر طعن و تنقیص سے آیات و احادیث پر طعن و شک لازم آتا ہے جو کہ کفر ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی لغزش معاف

حضرت حذیفہ سے روایت ہے سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ سے ضرور لغزش ہوگی اللہ تعالیٰ انکی لغزش کو ان کے سابقہ اعمال جو میرے ساتھ کیے ہیں کے سبب بخش دے گا۔ (خصائص کبریٰ)

ابن سعد اور ابن عساکر مسلم بن خالد سے روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتاب کا علم، شہروں پر قدرت عطا فرما اور عذاب سے محفوظ رکھ چنانچہ حضور ﷺ کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اکتالیس سال منظم حکومت کی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے معاویہ جو تیری فضیلت میں شک کرے گا جب قیامت کو اٹھے گا تو اس کے گلے میں آگ کا طوق ہوگا۔ (ابن عساکر)

ابن عساکر عروہ بن اویم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی اکرم ﷺ سے کہا مجھ سے کشتی کیجئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تجھ سے کشتی لڑتا ہوں اور اسے کشتی میں بچاڑ دیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کبھی مغلوب نہ ہوں گے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر جنگ صفین میں میری توجہ اس حدیث کی طرف ہوتی تو میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ نہ کرتا۔ (خصائص کبریٰ)

عبداللہ بن احمد نے الزوائد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ بنو امیہ پر لعنت نہ کرو کیونکہ ان میں ایک امیر ایسا ہے جو مرد صالح ہوگا یعنی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (خصائص کبریٰ)

بخاری و مسلم میں حضرت انس اور عمیر بن اسود سے ام حرام کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو بحری جنگ کرے گا ان کے لئے جنت واجب ہوگی۔ (خصائص کبریٰ)

یہ بحری جنگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں لڑی گئی جس میں شریک تمام افراد حدیث کی رو سے جنتی ہیں تو سپہ سالار (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) بدرجہ اولیٰ جنتی ہوئے قارئین انصاف فرمائیں کہ اب جو آدمی تاریخی حوالوں اور من گھڑت روایتوں سے ان پر جرح و تنقید کر کے توہین و تنقیص کا دروازہ کھولے اور مسلمانوں میں اضطراب و فساد برپا کرے اس کا قرآن و احادیث پر کتنا ایمان و اعتبار ہے۔

شیخ محقق موالانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں روایات و آثار میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے قلوب طاہرہ کو باقی تمام لوگوں کے دلوں سے صاف تر اور لائق تر بنایا اور نبی کریم ﷺ کی محبت و رفاقت کے لیے چن لیا۔ صحابہ کا نقص و عیب معاذ اللہ نبی کریم ﷺ کی ذات میں نقص و عیب کا موجب بنے گا اور صحابہ میں نفاق لازم آئے گا حالانکہ سورہ توبہ کے نزول کے بعد منافقین و مخلصین کا امتیاز، تعین بھی ہو گیا تھا لہذا کسی صحابی کے بارے میں نقص و عیب کا گمان نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کے صحابہ امت میں سب سے افضل تھے ان میں سب سے بڑھ کر نیک دلی پائی جاتی تھی ان کا علم سب سے گہرا تھا یہ سب سے کم تکلف و تصنع اختیار کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے محبوب ﷺ کی صحبت و رفاقت اور خدمت دین کے لئے چن لیا ان کے فضل و کمال کو پہچانوان کے آثار، طریقوں کی پیروی کرو حتیٰ الوسع ان کے اخلاق و سیرت اور روش اختیار کرو، کچی بات ہے کہ یہ لوگ ہدایت مستقیم پر قائم تھے۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث سے اندازہ کریں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم و اطاعت کے کس قدر قائل تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وہ بزرگ اور بلند شان صحابی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اپنی امت کے لئے ہر اس چیز پر راضی ہوں جس پر عبداللہ بن مسعود راضی ہے۔ (مستدرک الحاکم)

صحابہ سارے عادل ہیں کوئی فاسق نہیں جس تاریخی واقعہ اور روایت سے ان کا فاسق ہونا ثابت ہو وہ مردود ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی، کاتب وحی، مجتہد اور نبی کریم ﷺ کے سالے ہیں، جنگ صفین میں ان سے خطا اجتہادی ہوئی جو کوئی آپ پر طعن کرے وہ قرآن و حدیث کا منکر ہے۔ (رشد الایمان از علامہ عبدالرشید قادری)

جو کسی صحابی پر طعن کرے وہ اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ (احکام شریعت از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں اور آپ ﷺ کے رشتہ دار، کاتب وحی، عالم و مجتہد، حلم و سخاوت والے ہیں امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، تمام محدثین نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایات کو قبول کیا محدثین کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک مستند راوی ہیں اور ان پر کوئی جرح نہیں امام عسقلانی شرح بخاری میں فرماتے ہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مناقب و فضائل کا مجموعہ ہیں۔ ثواب کے مستحق ہیں عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ جن کے تقویٰ و امانت پر تمام امت متفق ہے فرماتے ہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی باگ کا غبار عمر بن عبدالعزیز سے ہزار گنا اچھا ہے کیوں نہ ہو کہ قرآن پاک میں ہے:

﴿وَالْعِدْنِیْتُ ضَبْحًا.... الخ﴾

قسم ہے ان (صحابہ) کے گھوڑوں کے ٹاپوں کی۔

حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے بہت سے مواقع پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و بشارات کی آیات و احادیث

میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی داخل ہیں (وقار الفتاوی) جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے والد حضرت سفیان والدہ حضرت ہندہ اسی طرح عمرو بن عاص مغیرہ بن شعبہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم وغیرہ کسی کی شان میں تبرہ کرے یا قائل ہو رافضی ہے تو بہ کرے ورنہ سنی نہیں اس سے تعلقات منقطع کریں۔ (فتاویٰ فیض الرسول)

تمام صحابہ کی تعظیم فرض ہے سب عدول ہیں ان کے مشاجرات کا ایسا بیان حرام ہے جس میں سوئے ظن کا قوی خوف ہو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی رسول ہیں والدین سے قبل اسلام لائے نسب، صحبت و مصاہرت (سسرالی) کا شرف نبی کریم ﷺ سے حاصل ہے ان امور کی وجہ سے جنت میں نبی کریم ﷺ کی رفاقت بھی لازم ہے ان کی شان بہت اونچی ہے ان کو کافر کہنے والا خود کافر و جہنمی ہے جو میرے صحابہ مہاجرین و انصار اور میرے سسرالی رشتہ کو گالی دے اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اللہ اس کا نہ نفل نہ فرض قبول فرماتا ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر جو طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے آپ پر طعن حرام اشد حرام ہے وہ مجتہد تھے اور مجتہد کو خطا پر بھی ایک اجر ملتا ہے۔ (فتاویٰ بریلی)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول کا تب و جی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے ان کی لڑائیوں پر تبصرہ اور تنقید مناسب نہیں ہمیں حکم و منصف بننے کی کیا ضرورت ہے بہر حال طعن سے بچا جائے یہی اہلسنت کا مسلک ہے۔

(دین مصطفیٰ از محمود احمد رضوی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان خلافت کا کوئی جھگڑا نہیں تھا ان کی جنگیں اجتہاد پر مبنی تھیں۔ (امام ابن ہمام حنفیہ مسایرہ، بحوالہ اسالیب

البدیعہ علامہ نبھانی)

امام غزالی فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان خلافت اور امامت پر اختلافات نہ تھے معاملہ قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اس بات کو سلجھانے کے لئے تشریف لائیں مگر معاملہ ہاتھ سے نکل گیا اور ایسا ہو جاتا ہے کہ نتائج ارادہ کے مطابق نہیں نکلتے سب (صحابہ) کے بارے میں نیک گمان رکھنا اور بدگمانی سے بچنا چاہئے اہلسنت تو تمام صحابہ کی عدالت و پاکیزہ نفسی کا عقیدہ رکھتے ہیں تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ مبینہ (یعنی تاریخ میں بیان کئے گئے) واقعات سچ، جھوٹ کا ملغوبہ ہیں زیادہ تر رافضیوں (شیعہ) خارجیوں، بکواسیوں کی من گھڑت اور بے بنیاد روایات پر مبنی ہیں شرعی ضابطہ یہ ہے کہ کسی عام مسلمان کی غلطی پر حسن ظن رکھتے ہوئے اسے طعن و ملامت نہ کرنا ہی زیادہ اچھا سمجھا گیا ہے تو پھر ان خاص قدسی صفات نفوس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کسی غلطی کو حسن ظن رکھتے ہوئے نظر انداز کر دینا تو بدرجہ اولیٰ اچھا ہوگا۔

(احیاء العلوم ملخصاً لاسالیب البدیعہ)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ نے ہماری تلواروں کو ان (صحابہ) کے خون سے بچایا ہے تو اب ہمیں اپنی زبانوں کو بھی صحابہ پر طعن کرنے سے بچانا چاہئے۔ (فضائل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور مخالفین کا محاسبہ)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اہلسنت کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان صحابہ کی مانند ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا یہ صحابہ مجتہد تھے اور مجتہد کو فعل اجتہاد میں خطا پر بھی ثواب ملتا ہے گناہ نہیں ہوتا خروج کرنے والے (صحابہ) کی نیتیں صحیح اور صاف تھیں ان کا قصد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قصاص کا تھا تا کہ فاسق و فاجر لوگ نیک حکمرانوں کے خلاف کسی اقدام کی جرات نہ کر سکیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ہود: ۱۱/۱۱)

کہ بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

اور حدیث پاک ہے کہ بدی ہو جائے تو فوراً نیکی کرو نیکی بدی کو مٹا دیتی ہے پھر جب (امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کے بعد) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مستقل ۲۰ سال حکمرانی

کی، جہادی کاموں میں مشغول رہے، بہت سے علاقے فتح کر کے دارِ کفر سے دارِ اسلام بنائے لاکھوں لوگ مسلمان ہوئے پھر قیامت تک ان مسلمانوں کی نسلوں میں مسلمان رہینگے جن کی نیکیوں کا ثواب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برابر ملتا رہے گا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاف فرمادیں گے۔ ایک روایت بصحت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا خدا کی قسم مجھے امید ہے کہ روز قیامت حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور میں اس آیت ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ الخ﴾ (یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں سے کینہ نکال دیا ہے) کا مصداق ہوں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے اوپر قیاس کرنا کیسا

علامہ بہانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اے تاریخ کے مطالعہ سے طیش میں آنے والو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پاک ذات کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہو کہ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاف نہیں کریں گے یہ تمہاری بھول ہے اگر زمین بھر کے لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرح ہوں تب بھی انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنے بحرِ غفور و درگزر سے نوازنا ایک معمولی بات ہے۔ آپ کی وسعت شانِ کریم سے یہ بات بعید ہے کہ دشمن سے انتقام لینے کے لیے مقامِ رفیع سے نیچے آئیں جب کہ مخالف ہم پایہ بھی نہ ہو۔ اللہ کی قسم میرا عقیدہ ہے کہ جہاں بھر کے لوگ اگر آپ سے برا سلوک کریں تو آپ انھیں معاف فرمادیں گے کیونکہ قرآن پاک میں ہے:

﴿وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى﴾ (البقرہ: ۲/۲۳۷)

اگر وہ معاف کر دیں تو تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

معافی تقویٰ کے اور تقویٰ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے نزدیک بہت پسندیدہ اور باعثِ قرب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳/۴۹)

بے شک سب سے زیادہ تقویٰ والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت

والا ہے۔ (الاسالیب البدیعہ)

اعلیٰ حضرت امام بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ

تمام صحابہ کی تعظیم فرض ہے ہم اہلسنت ان (صحابہ) کے مشاجرات (اختلافات) حنفی، شافعی جیسے سمجھتے ہیں اور ان میں دخل اندازی حرام جانتے ہیں ہمارے نزدیک کسی ادنیٰ (چھوٹے) صحابی پر طعن جائز نہیں ہم بحمد اللہ تعالیٰ اہل بیت کے غلامانِ خانہ زاد ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہماری کوئی رشتہ داری نہیں کہ ان کی بے جا حمایت کریں مگر جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی بشارت کے مطابق صلح کر کے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دے دی کیونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اجلہ صحابہ سے ہیں اگر العیاذ باللہ وہ کافر، فاسق، فاجر، ظالم، جابر یا غاصب تھے تو پھر الزام امام حسن رضی اللہ عنہ پر آئے گا حاشا للہ بلکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی اس صلح کو حضور ﷺ نے اپنی پیشن گوئی میں بیان فرمایا تھا اور ان کی سیادت کا نتیجہ ٹھہرایا تھا جیسے کہ بخاری شریف میں اس کی تفصیل موجود ہے، ابنِ عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے اصحاب سے لغزش ہوگی جسے اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا میرے ساتھ سابقہ تعلق کے سبب۔ علامہ خفاجی شرح شفا میں فرماتے ہیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ (سیرت مصطفیٰ جانِ رحمت)

تمام صحابہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے محبوب ہیں اور محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے۔ تو جو شخص نبی کریم ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر صحابہ سے خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نشانہ اعتراض بناتا اور بغض و عداوت رکھتا ہے تو وہ جھوٹا ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب والد اور والدہ دونوں کی طرف سے پانچویں پشت میں نبی کریم ﷺ سے جاملتا ہے یعنی اہل قرابت سے ہیں۔ حضور ﷺ کے حقیقی سالے ہیں اس لحاظ سے تمام مومنوں کے ماموں ہیں صلح حدیبیہ کے دن سن ۶ ہجری کو اسلام لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگیں اور اختلافات تاویل پر مبنی ہیں وہ مجتہد تھے اس لئے عدالت سے خارج نہیں ہوئے لہذا قرآن مجید میں ساری فضیلتیں جو صحابہ کرام کی بیان ہوئی ہیں وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

لئے بھی ثابت ہیں امام بخاری اور امام مسلم جیسی محتاط ہستیاں بھی ان سے روایت لیتی ہیں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان کو خلافت سپرد کی اور ان کے تحفے ہدیے قبول فرمائے قسم ہے وحدہ لا شریک کی اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باطل پرست ہوتے تو امام حسن رضی اللہ عنہ سرکٹا دیتے مگر ان کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیتے۔ (مولانا جلال الدین امجدی)

شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ نے جن ہستیوں کو اپنا ہمراز اور وزیر و مشیر منتخب کئے رکھا ان کی طرف نفاق و کفر کی نسبت اور ان کے صدق و صفا پر اعتراض براہ راست مبہط و جی ﷺ پر اعتراض ہے جو کہ آپ ﷺ کی کھلی گستاخی ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے معاونین حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کی صرف غلط فہمی اور خطا اجتہادی کی وجہ سے اختلاف و نزاع کی نوبت یہاں تک پہنچی حضرات انبیاء علیہم السلام عظیم ترین افراد ہیں مگر دیکھئے کہ سکے بھائی حضرت ہارون اور حضرت موسیٰ علیہما السلام میں نزاع نے کیا صورت اختیار کر لی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ کو پہنچ ہی نہیں سکتے لہذا اس قسم کے افعال کا صدور بعید از قیاس نہیں ہو سکتا۔۔۔ تو (امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کی) اس تفویض سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فی نفسہ فضیلت اور اہلیت و استحقاق مسلم ہے البتہ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ پر فضیلت لازم نہیں آتی نہ ہی ہم اس کے قائل ہیں۔

(تحفہ حسینیہ از شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی)

رشتہ داریاں

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جس نے میرے خاندان میں شادی کی یا میں نے جس خاندان میں شادی کی۔ (الخصائص الکبریٰ)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن نبی کریم ﷺ کی بیوی تھیں اور حضرت امیر معاویہ کی حقیقی بھانجی لیلہ بنت مرہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں اور امام علی اکبر کی

والدہ ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ہم زلف بھی تھے آپ ﷺ کی بیوی ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک بہن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی پوتی نفیسہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے سے ہوا۔

اب بتاؤ کس کو گالی دو گے اور کس کو برا کہو گے سسروں کو یا دامادوں کو۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سامنے بٹھا کر فرمایا تم دونوں لڑو گے مگر تم دونوں جنتی ہو۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگیں ہوئیں اس کے باوجود امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ یہ کیسے محبت اہل بیت ہیں کہ ادھر دامادوں کو اور ادھر سرایوں کو گالیاں دے رہے ہیں محبت تو محبوب کی گلی کے کتے کے بھی پاؤں چومتا ہے۔

(یارانِ مصطفیٰ ﷺ از مفتی غلام حسن قادری حزب الاحناف لاہور)

پائے سب بوسید مجنوں خلق گفتہ ایں چہ بود گفت گا ہے گا ہے ایں در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

صدر الشریعہ کا نظریہ

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اہل خیر و صلاح، عادل ان کا ذکر خیر (بھلائی) کے ساتھ کرنا فرض ہے کسی صحابی کے ساتھ سوء عقیدت (بے ادبی کرنا) بد مذہبی، گمراہی، استحقاق جہنم ہے ایسا شخص رافضی (شیعہ) ہے اگرچہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سنی کہے حضرت امیر معاویہ ان کے والد ماجد حضرت سفیان، والدہ ماجدہ حضرت ہندہ، حضرت عمرو بن عاص، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت موسیٰ اشعری، حضرت وحشی رضی اللہ عنہم، ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی اور تبرکات قائل رافضی (شیعہ) ہے۔

کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو کسی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہم جو واقعات (جھگڑے) ہوئے ان میں پڑنا حرام، حرام، سخت حرام ہے۔ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے بالقصد اور بالاختیار خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

سپر دکر کے بیعت فرمائی اس صلح کی نبی کریم ﷺ نے پسندیدگی سے بشارت دی تھی اب صحابہ کے (اس صلح و رجوع کے بعد) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقۃً حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بلکہ حضور ﷺ بلکہ اللہ تعالیٰ پر طعن کرتا ہے۔ (اور باغی کہنا) کہ ان حضرات پر بوجہ رجوع اس (یعنی باغی کا) اطلاق نہیں ہو سکتا کہ اب باغی بمعنی مفسد، معاند، سرکش ہو گیا اور دشنام (گالی) سمجھا جاتا ہے اس لیے کسی صحابی پر اس کا اطلاق جائز نہیں سورہ حدید آیت نمبر ۱۰ میں اللہ تعالیٰ نے سب کے ساتھ بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تم (اے صحابہ) کرو گے۔

جب اللہ تعالیٰ صحابہ کے تمام اعمال جان کر جنت، بے عذاب و کرامت و ثواب کا وعدہ فرما چکا تو کسی دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن یا گرفت کرے جو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے خلاف ہے مسلمانوں کو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات آقائے دو عالم ﷺ کے جانثار اور سچے غلام ہیں۔ (بہار شریعت مصدقہ اعلیٰ حضرت بریلوی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے برادر نسبتی (سالے) تھے اس نسبت سے وہ حضور ﷺ کے سسرالی خاندان کے فرد ٹھہرے جس طرح نبی کریم ﷺ کے اہل بیت سے محبت کا ہونا ضروری ہے ایسے ہی حضور ﷺ سے سسرالی رشتوں سے بھی محبت لازم ہے بریں بنا ان سے محبت رکھنا دین ہے اور بغض حرام، اسلام سے قبل کے واقعات کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا کہ اسلام پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہندہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر معذرت کی اور بھنا ہوا گوشت پیش کیا مدارج نبوت میں ہے دو بکریاں پیش کیں حضور ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی اور عرض کی میں سچے دل سے ایمان لائی ہوں حضور ﷺ نے خوش آمدید کہا اور دعائے مغفرت فرمائی حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جیسے اسلام سے پہلے آپ سے زیادہ کوئی مغبوض نہیں تھا اب آپ ﷺ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ابھی میری محبت میں اور زیادتی ہوگی حضرت امیر معاویہ کے والد ابوسفیان کو حضرت عباس بروز فتح مکہ نبی کریم ﷺ

کی بارگاہ میں لے کر آئے انھوں نے معذرت کی اور اسلام قبول کیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ابوسفیان پر کچھ عنایت فرمائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا جو ابوسفیان کے گھر پناہ لے اُس کے لیے بھی امان ہے (جلوہ جاناں ﷺ از سید منظور شاہ شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ) مولانا محمد صدیق ضیاء لکھتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کا تحکیم (یعنی ثالثی کمیٹی بنانے) سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جنگ کفر و اسلام اور حق و باطل یا بغض و عناد کے باعث نہیں ہوئی تھی جب کہ خارجیوں نے کہا کہ تحکیم خدا کے دین میں درست نہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تحکیم کے جواز، اثبات پر قرآن کریم کی آیت ﴿وَإِنْ حِفْظُهُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا ۚ إِنَّ يُرِيدَ إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا﴾ (النساء: ۳۵/۴) سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا پس امت محمد ﷺ ایک مرد اور ایک عورت کے خون اور حرمت سے بہت بڑی ہے تم مجھ سے اس کو ناپسند کرتے ہو کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ (ازالۃ الحفا)

اور امت کے دشمن خارجیوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ صلح و تحکیم پسند نہ آئی، اسے شرک کہا، اسلئے انھوں نے خروج کیا، جیسا کہ آج بھی کچھ فساد یوں کو حضرت علی و امام حسن رضی اللہ عنہما کی یہ تحکیم صلح قبول نہیں اور موقعہ پاکروہی ابن سبا یہودی کے گھسے پٹے سوالات و خرافات کو بار بار اچھال کر معاشرے میں انتشار و افتراق پیدا کرتے ہیں جن کے مسکت جوابات ہمارے اسلاف صدیوں پہلے اپنی کتب میں رقم فرما چکے ہیں۔

صریح نا انصافی

اے دشمنان معاویہ تم کو بھی یہ صلح پسند نہیں آپ خارجیوں کی پیروی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہی کریں گے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لڑنے والے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اکیلے ہی نہیں بلکہ ان سے بلند مرتبہ عشرہ مبشرہ میں شامل کئی بزرگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑ کر شہید ہو چکے تھے تو کیا کوئی ان سب کو بھی باطل پر ہونے کا طعن کر سکتا ہے؟ امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں حضرت امیر معاویہ کی تخصیص ایک صریح نا انصافی ہے کیونکہ وہ اس

بات میں اکیس نہیں بڑے بڑے صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہ ان کے موافق ہیں۔ (تطہیر الجنان)
مناسب یہی ہے کہ خارجیوں کی پیروی کی بجائے حضرت علی رضی اللہ عنہ بلکہ سیدنا امام
حسن رضی اللہ عنہ کی پیروی کریں جنہوں نے مصالحت کر لی اور خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کے سپرد کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حدیث پاک کے مطابق مسلمانوں پر خلفاء راشدین کی سنت کی پیروی واجب و لازم
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”علیکم بسنتی و سنتی الخلفاء الراشدين المہدیین“ (مشکوٰۃ)

شریف بروایت احمد ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ

کہ تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوط پکڑو۔
پس جو مسلمان ہے اس پر حضرت علی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کی پیروی
لازم ہے۔ کوئی نام نہاد مفکر اسلام ہو کسی جماعت کا کوئی امیر ہو یا سنیوں کا کوئی عالم یا پیر اسے
سیدنا علی اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہما کی پیروی سے چارہ نہیں (فضائل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
اور مخالفین کا محاسبہ)

خارجیت سے بچنے اور اہلسنت کی متابعت پر کاربند ہونے کے لئے یہ از حد ضروری
ہے شعر:

اندھیری شب ہے جدا اپنے قافلے سے ہے تو تیرے لئے ہے میرا شعلہ نوا قدیل
صحابہ کا شرف صحابیت یقینی ہے اور ان کے خلاف جو کچھ لکھا گیا ہے وہ ظنی ہے اور ظن
یقین کے معارض و مقابل نہیں ہو سکتا۔ (تکمیل الایمان)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں آپ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے
مخالف طعن و ملامت کے لائق نہیں۔۔۔ وہ اہل اسلام کا جم غفیر ہے ان کی تکفیر یا تشنیع کوئی
آسان کام نہیں اگر وہ مطعون ہوں تو نصف دین سے اعتماد اٹھ جائے گا۔ (مکتوبات شریف)
مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی محبت و غلامی کا دعویٰ کرنے والو! یہ بھی کوئی محبت ہے؟ یہ محبت

نہیں بلکہ مخالفت ہے۔ اگر کوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صلح میں صریح مخالفت کو بھی محبت اور
غلامی سمجھتا ہے تو یہ فلسفہ محبت ہماری سمجھ سے بالاتر ہے:

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں
یہ عاشق کون سی بستی کے یارب رہنے والے ہیں

حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں مجتہدوں کا اختلاف
جائز اور ہر مجتہد اجر کا مستحق ہے یہ خطا جو لڑائی کا باعث بنی اہل سنت کے نزدیک اجتہادی خطا
تھی۔ بہر حال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف لڑنے والوں کی خطا اجتہادی نے بھی انہیں
ثواب ہی کا حقدار ٹھہرایا ہے گناہ کا نہیں۔ اگر صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گروہ کے صحابہ کا
مقصود رضائے الہی کا حصول مانا جائے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کے صحابہ کا
مقصود رضائے الہی کا حصول نہ مانا جائے یا کسی فریق کو بغض و عناد اور نفرت و کینہ کا مرتکب قرار
دیا جائے تو قرآنی آیات ﴿يَسْتَعُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا﴾ (الفتح: ۲۹/۴۸) یعنی
سب صحابہ اللہ کے فضل اور اسکی رضا کے طلب گار ہیں ﴿رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ یعنی صحابہ آپس
میں مہربان ہیں، ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾ (الاعراف: ۴۳/۷) اللہ تعالیٰ
نے ان صحابہ کے دلوں سے کینہ نکال کر آپس میں بھائی بھائی بنا دیا ان جیسی دیگر کئی آیات کا انکار
لازم آتا ہے جس سے ایمان برباد ہو جاتا ہے۔ (فضائل امیر معاویہ از محمد صدیق ضیا صاحب)

مفتی فضیل رضا عطاری کا فتویٰ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تحقیر کرنے، شان کو ہلکا سمجھنے اور یہ کہنے والا کہ
مولویوں کو معاویہ رضی اللہ عنہ کی بڑی فکر ہے گویا ان کا کلمہ پڑھتے ہیں ایسا شخص بد باطن، خبیث
قلب، گمراہ اور جہنم کا حقدار ہے کیونکہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان عادل ہیں اور ہم پر فرض
ہے کہ جب بھی ان کا ذکر کریں تو خیر سے ہی کریں کسی بھی صحابی کے ساتھ سوء عقیدت یا
بد مذہبی گمراہی ہے اور جہنم میں جانے کا سبب ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک جانثار
صحابی، تمام مومنین کے ماموں، کاتب وحی اور ایک سوتریٹھ احادیث کے راوی ہیں، کسی کو ان کے

بارے میں کلام کرنے کا کوئی حق نہیں ان کی مذمت کرنے والے پر لعنت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(مفتی فضیل رضا قادری عطاری دارالافتاء اہلسنت مسجد کنز الایمان بابری چوک کراچی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے جلیل القدر صحابی، کاتب وحی تھے۔ جو ان کی صحابیت کا منکر ہوا اور بغض عداوت رکھنے والا ہو وہ گمراہ، رافضی، شرّ الاشرار ہے۔ (فتاویٰ جامعہ نظامیہ لاہور)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے صلح کرنے کے بعد بالاتفاق خلیفہ برحق قرار پائے اس کے بعد جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نہ مانے وہ خارق اجماع مسلمین ہے اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا مخالف اور دشمن ہے بلکہ درحقیقت اس میں شائبہ رفس ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر ہوا یا ان کی شان میں گستاخ ہو وہ بھی گمراہ، ضال اور رافضی ہے۔ (فتاویٰ اجملیہ)

امام بخاری نے بخاری شریف میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں بھی باب باندھا ہے اور ان کو صحابی و مجتہد ثابت کیا ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں متعدد مرفوع صحیح حدیثیں وارد ہیں۔ (نہۃ القاری شرح بخاری)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود بتایا کہ میں عمرۃ القضاء سے پہلے مسلمان ہو گیا تھا۔ وہ کاتب وحی تھے حضور ﷺ نے انھیں دعائیں دی ہیں ایک سوتریٹھ (۱۶۳) احادیث حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں جن میں سے ۸ آٹھ بخاری شریف میں ہیں اور پانچ ۵ مسلم شریف میں ہیں ان سے اجلہ صحابہ مثلاً ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حدیثیں لی ہیں، سجستان، سوڈان، قوہستان کی فتوحات ان کے دور میں ہوئیں۔ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ انھی کے عہد میں ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ اختلافات کی وجہ سے کچھ لوگ ان پر طعن کرتے ہیں لیکن کسی صحابی پر طعن کرنا جائز نہیں۔ قرآن مجید میں نص صریح ہے کہ اللہ عزوجل تمام صحابہ سے راضی ہے ان سب سے جنت کا وعدہ فرمایا ان سب پر کلمہ تقویٰ لازم فرمادیا ﴿كَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا﴾ یعنی (صحابہ) اس (کلمہ تقویٰ) کے مستحق و اہل

تھے خواہ قبل یا بعد فتح کے ہوں سب سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے یہ قرآن مجید کے نصوص قطعیہ ہیں اور جن واقعات پر طعن کیا جاتا ہے۔ وہ سب خبر واحد اور اکثر ضعاف و مجروح ہیں ظاہر ہے کہ قرآن مجید کے مقابلے میں اخبار آحاد وہ بھی کتب توارخ وہ بھی ضعاف کہ جن کی کوئی حیثیت نہیں اس لئے ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ قرآن مجید کے ارشادات پر ایمان رکھیں اور توارخ کی لغو و مہمل روایات کو سنیں بھی نہیں۔ (نہۃ القاری شرح بخاری)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی غزوہ طائف میں آنکھ نکل گئی۔ نبی کریم ﷺ کو خبر ملی تو ان کے پاس تشریف لائے۔ دیکھا کہ ڈھیلا ہاتھ میں لئے ہیں فرمایا یہ آنکھ راہ خدا میں گئی ہے اگر کہو تو دعا کر دوں آنکھ ٹھیک ہو جائے یا اس کے عوض جنت ملے عرض کیا جنت اختیار کرتا ہوں دوسری آنکھ جنگ یرموک میں راہ خدا میں قربان ہو گئی۔ اس کے بعد مدینہ شریف میں رہائش اختیار کر لی۔ مدینہ شریف میں ہی وفات پائی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی جنت البقیع میں دفن نصیب ہوا۔ (نہۃ القاری شرح بخاری)

فتح مکہ اور اس کے بعد حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دیکر ایمان لانے والے سب لوگوں کے مومن ہونے کی قرآن نے گواہی دی لہذا ابوسفیان، ہندہ، امیر معاویہ، وحشی رضی اللہ عنہم بحکم قرآن مومن ہیں، ان کے ایمان اور دین اسلام میں داخل ہونے کی خبر تو قرآن پاک نے دی ان کے ایمان سے نکل جانے کی کوئی آیت نہیں ہے اگر یہ لوگ آئندہ مرتد ہو جانے والے ہوتے تو ان کے ایمان لانے پر حضور ﷺ کو شکر کا حکم نہ دیا جاتا (مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۶) یعنی ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ کہ محبوب اپنے رب کی تسبیح و حمد کرو اور ان (صحابہ) کی بخشش چاہو۔ (النصر، پ ۳۰)

اب ہم ایک ایسا حوالہ پیش کر رہے ہیں جن کو ہمارے حریف صاحب نے اپنے خطاب میں عصر حاضر کا چوٹی کا مورخ تسلیم کیا ہے یعنی پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری۔ پیر صاحب لکھتے ہیں اللہ ان صحابہ سے راضی ہو گیا وہ اللہ سے راضی ہو گئے اس کے بعد کسی مومن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ان میں سے کسی پر زبان طعن دراز کرے اسے چاہئے کہ

ان حضرات کے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے جو دلوں کے رازوں کو جاننے والا ہے اور اپنے بندوں کی نیتوں پر پوری طرح آگاہ ہے اور یہ عقیدہ رکھے کہ ان میں جو جنگ و قتال ہوئے ہیں ان کی وجہ بد نیتی نہیں بلکہ اجتہاد ہے۔ (ضیاء النبی)

پیر صاحب شہ سرخی سے لکھتے ہیں حضرت معاویہ بن سفیان

رضی اللہ عنہ کے لئے دعا:

”اے اللہ انہیں کتاب کا علم عطا فرما ان کو ملک میں تمکین عطا فرما اور اس کو عذاب سے بچا اے اللہ انکو ہادی اور مہدی بنادے“ آخر میں پیر صاحب لکھتے ہیں حضور ﷺ نے ان کے حق میں جو دعائیں کیں وہ قبول ہوئیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کا والی بنایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بحال رکھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام کے گورنر رہے۔ جب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو نے کا اعلان کیا تو اس وقت سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ساری مملکت اسلامیہ کے بالاتفاق خلیفہ قرار پائے۔ اور تمام لوگوں نے آپ کی بیعت کی۔ (ضیاء النبی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت ابوسفیان کی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہ کا نکاح جب ۷ ہجری کو نبی کریم ﷺ سے ہوا تو اس کے بعد ابوسفیان اسلام کے خلاف کسی کاروائی کی قیادت کرتا نظر نہیں آتا۔ (ضیاء النبی)

بلکہ ایک موقع پر ابوسفیان نے نبی کریم ﷺ کے حکم پر ایک کام کیا تو نبی کریم ﷺ نے ابوسفیان کے لئے دعا فرمائی اے اللہ ابوسفیان کے اس فعل کو فراموش نہ کرنا۔ (ضیاء النبی)

شان سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

﴿قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ

عَلِيمٌ﴾ (ال عمران: ۷۳)

محبوب فرما دو کہ بیشک فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے۔

حضرت امام ابن حجر علیہ الرحمۃ نے (صواعق محرقہ) میں ساری امت پر افضلیت صدیق اکبر کی تصریح کا مستقل باب باندھ کر لکھتے ہیں اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ جس امر پر علماء امت اور عظمائے ملت کا اتفاق ہو چکا ہے وہ یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس امت کے افضل ترین آدمی ہیں۔ ان کی تقدیم کے اجماع کی روایت کرنے والی اکابر ائمہ کی وہ جماعت ہے جس میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ بھی شامل ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ اس اجماع کا مستند کیا ہے تو میں (ابن حجر) کا جواب یہ ہے کہ اجماع ہر شخص پر حجت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ضلالت پر اجماع کرنے سے محفوظ رکھا ہے۔ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں اکثر فقہاء متکلمین اور مناظرین کہتے ہیں کہ جو ایسے صحیح اجماع کا منکر ہے جسکی شروط جامع اور عام طور پر متفق علیہ ہیں وہ کافر ہے۔ کچھ (اسلاف) نے اجماع کے مخالف کی تکفیر پر اجماع بیان کیا اور اس پر دلیل قرآن کی یہ آیت پیش کی ہے:

﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ط وَ

سَاءَ ثَمَصِيرًا﴾ (النساء: ۱۱۵)

جو مسلمانوں کی راہ سے ہٹ کر چلے ہم اسے ادھر ہی پھیر دیں گے اور جہنم میں ڈالیں گے جو برا ٹھکانا ہے۔

اس آیت سے واضح ہو گیا کہ جو مومنین کی راہ سے ہٹ جائے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ امام ابن حجر صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں معتبر حضرات کا اتفاق ہے کہ اجماع حجت قطعی ہے تمام دلائل پر مقدم کیا جائے گا کوئی دلیل اس کا معارضہ نہ کر سکے گی اور اس کے مخالف کی تکفیر، تصلیل اور تہلیل کی جائے گی۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان (خلفاء) کا مقام (فضلیت) خلافت کی ترتیب کے لحاظ سے ہی ہے۔۔۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت قطعیت سے ثابت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں ابو بکر و عمر افضل الامة ہیں جو

مجھے ان پر فضیلت دے میں اس پر مفتی کی حد لگاؤں گا، نہ مجھے ان کی فضیلت کا انکار ہے نہ اپنی برتری کا خیال، ہم ابو بکر سے کسی نیکی میں آگے نہیں ہیں۔

ہر زمانہ میں اجماع رہا

ابن حجر فرماتے ہیں ہمارا ہر زمانے میں نبی کریم ﷺ کے زمانے تک اس پر اجماع رہا ہے۔ اگر کوئی دل سے دینی محبت کے باعث حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتا ہے تو یہ جائز نہیں۔ (صواعق محرقة)

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ قرآنی آیات اور (۱۱۴) ایک سو چودہ احادیث نبویہ اپنی کتاب صواعق محرقة میں درج فرمائی ہیں جن میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ان اعلیٰ درجہ کے کمالات، شان و رفعت اور فضائل و افضال کا بیان ہے جس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منفرد ہیں۔ طوالت کے خوف سے ذیل میں چند پیش کی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَى﴾ (الحجرات: ۱۳)

بیشک اللہ کے نزدیک مکرم و معظم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى﴾ (اللیل: ۹۲/۱۷)

امام رازی فرماتے ہیں کہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس آیت میں الا تقی سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور لفظ الا تقی تفصیل کا صیغہ ہے جو کہ خصوصیت (مبالغہ) کا متقاضی ہے دونوں آیات سے نتیجہ یہ نکلا کہ عند اللہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بقیہ امت سے افضل ہیں۔ (صواعق محرقة)

﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولَ الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ﴾ (النور: ۲۴/۲۲)

بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس آیت کے الفاظ الفضل

منکم سے آپ کی فضیلت واضح و صریح طور پر ثابت ہوتی ہے۔ (صواعق محرقة)

﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ﴾ (الزمر: ۳۹/۳۳) میں صدق بہ سے مراد ابن عساکر اور بزاز فرماتے ہیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور دوسری آیت ﴿أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ﴾ (النساء: ۶۹/۴) میں نبیوں کے بعد صدیقین افضل ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا صدیق ہونا قرآن و سنت سے ثابت ہے، بلکہ امام حجر امام نووی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ امت نے بالا جماع آپ کا نام صدیق رکھا ہے لہذا انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت صرف اکثریت و اجماع سے ہی نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی بالکل واضح ان نصوص کی دلالت سے بھی ثابت ہے۔

علامہ بیہانی علیہ الرحمہ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح مجھے بھی اپنا خلیل بنایا اور میرے خلیل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں“ (خلفاء ثلاثہ پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت قطعی و یقینی ہے)۔ (جواہر البحار) امام ترمذی اور امام حاکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر ہم سے بہتر ہمارے سردار اور ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب ہیں۔ (صواعق محرقة)

بخاری شریف میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو داؤد کی روایات موجود ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں خلفاء ثلاثہ کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے۔ (بخاری شریف، جلد ۱، ص ۵۱۸)

بخاری، ترمذی اور ابو داؤد کی بالتغییر روایت میں ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی زندگی میں خلفاء ثلاثہ کو افضل کہا کرتے تھے۔ ابن عساکر سلیمان بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اچھے خصائل تین سو ساٹھ (۳۶۰) ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کو کسی کی بھلائی مطلوب ہوتی ہے تو ان میں سے کوئی ایک خصلت اس میں رکھ دیتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان میں سے کوئی

مجھ میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ سب خصلتیں تم میں موجود ہیں۔ ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، میری تمام امت پر ابوبکر سے محبت رکھنا اور شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔ ابن ابی داؤد نے جعفر سے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ جبرائیل کی آواز کوسن لیا کرتے تھے۔ حاکم نے ابن مسیب سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام امور میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا کرتے وہ ثانی فی الاسلام، ثانی فی الغار، بدر میں ثانی فی العریش اور اب قیامت تک ثانی فی القبر ہیں رسول اکرم ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر کسی کو مقدم نہیں کرتے تھے۔ آپ پہلے شخص ہیں جن کو خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ الرسول کہا گیا آپ کے سوا یہ القابات کسی کے ساتھ نہ بولے گئے۔ (صواعق محرقة)

ترمذی شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ابوبکر کی موجودگی میں کسی کو امامت نہیں کرانی چاہیے۔

بیہقی شریف میں ہے کہ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا اہل زمین کے ایمان سے وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان بھاری ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کاش میں ابوبکر کے سینے کا بال ہوتا۔ طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں اشعار سنائیں انہوں نے وہ اشعار سنائے تو سرکارِ دو عالم ﷺ اس قدر مسکرائے کہ آپ ﷺ کی داڑھیں مبارک نظر آنے لگیں۔ ان اشعار میں سے ایک شعر کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے کہ ابوبکر رسول اللہ ﷺ کا محبوب ہے تحقیق لوگوں کو معلوم ہے کہ مخلوق میں ان کا کوئی ہم پلہ نہیں۔ (صواعق محرقة)

امام ابن حجر صواعق محرقة میں فرماتے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس قدر مناقب، کرامات اور خصوصیات و فضائل ہیں کہ ان میں سے ایک (وصف) کی نظیر بھی صحابہ کرام میں نہیں پائی جاتی آپ کے فضائل حد و شمار میں نہیں آسکتے۔

اہل اللہ اہل بیت سے بہتر ہیں

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علی، فاطمہ، حسن، حسین، رضی اللہ عنہم میرے اہل بیت ہیں اور ابوبکر و عمر اہل اللہ ہیں اور اہل اللہ میرے اہل بیت سے بہتر ہیں۔ (صواعق محرقة)

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی شخص کو ابوبکر پر فضیلت نہ دے وہ دنیا و آخرت میں تم سب سے افضل ہیں۔ (صواعق محرقة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کے بعد ابوبکر نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ ہوتی کیونکہ صحابہ کی مخالفت کے باوجود آپ نے مرتدین و مانعین زکوٰۃ سے قتال کیا اسلام کو فتنہ سے بچایا جس طرح آپ نے حق خلافت ادا کیا کسی اور سے ممکن نہ تھا یہ ایک قطعی معلوم بات ہے جس کا انکار کوئی معاند، مکابر، جاہل اور غبی ہی کر سکتا ہے۔ (صواعق محرقة)

بعد از انبیاء صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا افضل ہونا اہلسنت کے نزدیک مسلم ہے شرح عقائد نفسی تاریخ الخلفاء میں موجود ہے کہ انبیاء کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں اس پر اہل سنت کا اجماع ہے قاضی ابوالحسن احمد بن محمد زبیری ”معالی الفرش الی عوالی العرش“ میں فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے رفیق اور یار تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام بیثباتی، فطری کے بعد اسلام توحیدی و اخسی میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں دارقطنی اور محبت طبری حضرت امام حسن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کچھ باتوں میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھ سے بڑھ گئے جو مجھے نہ ملیں سب سے پہلے اسلام ظاہر کرنے، ہجرت کرنے، نماز قائم کرنے میں۔ (فتاویٰ فیض الرسول)

تمام صحابہ کا اجماع ہے کہ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام انسانوں سے افضل صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دینے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، گناہ اور واجب الاعداء ہے خلافت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (فتاویٰ امجدیہ)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بڑے خصوصی فضائل ہیں۔ بخاری و مسلم شریف میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال اور رفاقت کا مجھ پر بہت احسان ہے۔ ایک موقع پر نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر قیامت کے دن خدا سب پر عموماً تجلی فرمائے گا مگر تیرے ساتھ ایک خاص تجلی ہوگی ایک دفعہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو بھی راز میرے سینے میں ڈالا ہے میں نے وہ ابوبکر صدیق کے سینے میں ڈال دیا ہے۔ (مرآة العرفان)

مورخین نے لکھا ہے کہ سب اجلہ صحابہ نے بخوشی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ (اوراق غم)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا بذریعہ وحی تھا۔ آپ تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے اور ہجوم مصائب و شدائد کو محبت رسول ﷺ میں کبھی بھی حائل نہیں ہونے دیا۔ (الخصائص الکبریٰ)

تفصیل شیخین اہلسنت کا متفق علیہ عقیدہ ہے اور اصحاب فتح مکہ اور بعد فتح مکہ کے درجات میں فرق ہے مگر سب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ حسنیٰ فرمایا اور ساتھ تنبیہ بھی کر دی کہ ان سے کسی عمل کا صادر ہونا مانع وعدہ الہیہ نہیں یعنی کسی غلطی کی وجہ سے آیت کریمہ میں مذکور وعدہ حسنیٰ سے وہ محروم نہیں ہونگے۔ (فتاویٰ امجدیہ)

آفتاب گولڑہ کا نظریہ

حضرت اعلیٰ گولڑوی سید پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نماز میں امام بنا کر تصریح قوی کو عملی رنگ میں پیش فرمایا پھر امت پر کمال شفقت و رحمت کی وجہ سے احتیاطاً تحریری سند سے بچتے کرنا اور لکھ دینا چاہا

مگر اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ خود بحسب وعدہ حقہ اس امر کی تکمیل فرما دے گا اور بحیثیت مجموعی کل مہاجرین و انصار کے قلوب میں حقانیت خلافت صدیقیہ ڈال دے گا اور سب کا اس پر اجماع ہو جائے گا ارادہ تحریر ملتوی فرمایا (مشکوٰۃ شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اور مومنین کو ابوبکر کے سوا کوئی منظور نہیں)۔ (تصفیہ مابین سنی و شیعہ)

جس کا انفاق (اللہ کی راہ میں خرچ کرنا) قتال (جہاد کرنا) مقدم ہوگا وہ سب سے افضل ہوگا اور شیخین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کا انفاق و قتال احادیث صحیحہ سے مقدم ثابت ہے لہذا ان کا۔ افضل ہونا ضروری سمجھا گیا ہے۔ مصداق نصوص۔ اور اوصاف کلیہ سے مصداق شخصیت کا پتہ لگانے والے خود باب مدینۃ العلم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ (تصفیہ مابین سنی و شیعہ)

خلافت صدیقی پر کچھ اختلافات کے بعد سب لوگ متفق الرائے ہو گئے۔ اختلاف کی وجہ یہ تھی کہ ہر فریق چاہتا تھا کہ میں خادم اسلام بنوں ریاست، شجیت یا طمع انسانی کا خیال ان مقدس لوگوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں آیا تھا یہ کہنا کہ وہ حق غضب کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے قابل صدمہ ملامت ہے۔ (تصفیہ مابین سنی و الشیعہ)

ان کے کام محض للہی اور شائبہ نفسانیت سے مبرا و منزہ ہوتے تھے جن کا مزگی اور برّی کنندہ خود علام الغیوب ہو کیا وہ اس درجہ کے متعصب، ظالم اور ہوا پرست ہو سکتے ہیں ہر گز ہر گز نہیں۔ (تصفیہ مابین سنی و شیعہ)

ابوبکر بن عیاش نے ابو حفص سے سنا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں۔ (تصفیہ مابین سنی و شیعہ)

ترتیب خلافت راشدہ بحسب ایفاء وعدہ الہیہ وقوع میں آئی وہی حق ہے کیونکہ خود حق سبحانہ تعالیٰ منظم کار ہے اس حقانیت پر ابتداء و انتہاء اور فی مابین کے واقعات شاہد و عادل ہیں۔ (تصفیہ مابین سنی و شیعہ)

بہت سے ایسے کام ہیں جو فی ذاتہ صحیح بلکہ منجملہ اسباب کمال ایمان کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں مگر بوجہ غلو اور حد سے بڑھ جانے کے بدطینت و فاسد الرائے انسان انہی امور صحیحہ سے نتائج فاسدہ استنباط کر لیتے ہیں۔۔۔ بدیں خیال کہ رتبہ اہل بیت اور صحابہ سے تقدیم پر نص کیوں نہیں وارد ہوئی یہ سب اصل صحیح حب اہل بیت میں غلو کے نتائج فاسدہ ہیں۔

(تصفیہ مابین سنی و شیعہ)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ہیں قرآن کی رو سے نبیوں کے بعد صدیقوں کا درجہ ہے۔ (دین مصطفیٰ از سید محمود احمد رضوی)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں صحابہ کے اختلافات و تنازعات پر بحث سے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے منع کیا ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے کوئی اختلاف نہ تھا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیح ثابت ہے (غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی) (الاسالیب البدیعیہ، علامہ نیہانی)

امام ابن ہمام فرماتے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے افضل ہیں کیونکہ سب کا اس سنت پر اتفاق ہے کہ نماز کی امامت کے لئے سب سے افضل کو مقدم کیا جائے فضیلت کے قرائن صرف صحابہ پر ہی ظاہر ہوئے اور ہم تک سمعی دلائل کے ذریعے ان کی صراحت پہنچی ہے۔ (مساہرہ الاسالیب البدیعیہ)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خلفاء راشدین کی ترتیب فضیلت ترتیب خلافت کے مطابق ہے فضیلت کی پہچان وحی پر موقوف ہے وحی سے آگاہی بلا واسطہ سماعت (یعنی سننے) پر تو ظاہر ہے کہ صحابہ سے بڑھ کر رسول کریم ﷺ کی کیفیات سے آگاہ کوئی نہیں بس یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقدامت و فضیلت پر اجماع کیا اگر صحابہ وحی کی روشنی میں معیار فضیلت نہ سمجھتے ہوتے تو یہ ترتیب قائم نہ کرتے کیونکہ وہ حق کے معاملہ میں نہ کسی کا لحاظ کرتے نہ کسی کی ملامت سے

ڈرتے تھے۔ (احیاء العلوم)

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر آیات قرآنی

کسی آدمی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنی پسند سے کسی کو افضل سمجھے فضیلت دینا صرف اللہ و رسول ﷺ کا حق ہے ﴿قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ﴾ (آل عمران: ۷۳/۳) قرآن پاک کی تین آیتیں ایسی ہیں جن سے وضاحت ملتی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں بلکہ افضل الخلق بعد الانبیاء ہیں نمبر ۱: ﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ﴾ (الزمر: ۳۳/۳۹) نمبر ۲: ﴿ثَانِيَانِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ (التوبہ: ۴۰/۹) نمبر ۳: ﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ط وَالَّذِينَ مَعَهُ...﴾ (الفتح: ۲۹/۴۸) ترتیب فضیلت خلافت کے لحاظ سے ہے افضلیت اولی میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں اجماع صحابہ سے بھی حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کا ہی افضل ہونا ثابت ہے (بخاری، ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہی ہے کہ ہم (صحابہ) کا یہ عقیدہ تھا کہ امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل حضرات ابوبکر و عمر پھر عثمان رضی اللہ عنہم ہیں یہ ہمارا عقیدہ نبی کریم ﷺ کو معلوم تھا۔ آپ ﷺ ہمارے اس عقیدہ پر راضی تھے ورنہ ہمیں منع فرمادیتے کسی صحابی کا عقیدہ تفضیلیہ شیعہ کی طرح نہ تھا۔

فتح الباری شرح بخاری جلد سوم میں ہے:

ثبت بالاحادیث الكثيرة المشهورة ان افضل الصحابة ابو بكر

و النبي ﷺ في حياته المباركة

يعني بهت سي مشهور حديثوں سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی

کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے

افضل سمجھتے تھے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں تمام صحابہ پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت اجماع صحابہ و اجماع تابعین سے مسلم ہے فقہ کے چاروں آئمہ اور ان کے مقلدین افضلیت

شیخین کو تسلیم کرتے ہیں جو مقلد ہو کر تفضیلی شیعہ بنے وہ مقلد نہیں وہ بہرہ و پیہ، دھوکے باز اور جھوٹا ہے اور قرآن مجید، احادیث پاک اجماع صحابہ، اجماع امت، فقہاء علماء، اور آئمہ اہل بیت بلکہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے خلاف ہے ان (شیعہ) نے افضلیت علی رضی اللہ عنہ کے بہانے چوراسی ہزار مسلمانوں کو شہید کیا۔ (ملخص فتاویٰ نعیمیہ جلد چہارم)

اعلیٰ حضرت بریلوی نے تفضیلیہ کے رد میں درج ذیل چار کتب تصنیف فرمائیں:

(۱) الجرح والالج فی بطن الخوارج

(۲) الصمصام الحیدری علیٰ حمق العیار المفتری

(۳) الرائحة العنبریة عن الجمرة الحیدریة

(۴) لمعة الشمعة لهدی شیعۃ الشنعة

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اہل سنت کسی کو کسی پر اپنی ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے صحابہ و اہل بیت سے محبت ان کی ذات و نفس کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ رسول کریم ﷺ سے تعلق و رشتہ کے سبب سے ہے جس نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے محبت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہ کی تو معلوم ہو گیا کہ وہ ابوقحافہ کے بیٹے سے محبت کرتا ہے نبی اکرم ﷺ کا ساتھی، حبیب اور خلیفہ ہونے کے سبب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں کرتا اور جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نہ کی وہ ابوطالب کے بیٹے سے محبت کرتا ہے حضور ﷺ کے بھائی، ولی اور نائب ہونے کے سبب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں کرتا۔

چھڑی گرگئی

حضرت میمون بن مہران فقہائے تابعین سے ہیں ان سے کسی نے پوچھا ابوبکر و عمر افضل ہیں یا حضرت علی تو ان کے روٹکے کھڑے ہو گئے رگیں پھڑکنے لگیں چھڑی ہاتھ سے گر گئی کہنے لگے مجھے گمان بھی نہ تھا کہ میں اس زمانہ تک زندہ رہوں گا جب لوگ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر کسی کو فضیلت دیں گے۔ حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو فرمایا

نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اہل سنت کی پہچان کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تو حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو سرکار دو عالم ﷺ کے بعد سب سے افضل جانے۔

اقوال اجماع

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فضیلت حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر صحابہ و تابعین کا اجماع نقل کیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شیخین کی فضیلت قطعی یا قطعی جیسی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں تمام اہل سنت کا عقیدہ اجماعیہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے افضل ہیں آپ کی امامت و خلافت کا منکر کافر ہے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ حضرت سید میر عبدالواحد حسینی بگرامی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں اہل حق کا اجماع ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل حضرت سیدنا صدیق اکبر ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور تمام علماء امت کا یہی عقیدہ ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ سورۃ والیل حضرت ابوبکر صدیق کی اور والضحیٰ نبی کریم ﷺ کی سورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان کوئی سورۃ نہیں رکھی تا کہ معلوم ہو کہ نبی مکرم ﷺ اور ابوبکر کے درمیان کوئی شخص واسطہ نہیں جیسے رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات میں کوئی واسطہ (حائل) نہیں یعنی نبی کریم ﷺ کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بلا فصل افضل ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں سورۃ والیل کا نام والیل اور اس سورۃ کا والضحیٰ سے پہلے ہونے میں اشارہ اس طرف ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر طعن کی برأت بدرجہ اولیٰ نبی کریم ﷺ کی برأت کا حکم کرتی ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہونے والی اس سورۃ کا نام لیل اس لیے رکھا کہ لیل کہتے ہیں رات کو اور رات ہوتی ہے سکون کے لیے لہذا اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ صدیق اکبر کی ذات گرامی نبی کریم ﷺ کی راحت، انس و سکون،

اطمینانِ نفس کا باعث ہے اور محرم راز اور آپ ﷺ کے خاص معاملات سے وابستہ رہنے والے تھے اور سورۃ والضحیٰ کو سورۃ والیل سے اس لئے متوخ کیا کہ والضحیٰ میں حضور ﷺ پر طعن کا جواب ہے اور آپ ﷺ کی براءت سے ادنیٰ کی بھی براءت کا ہو جانا ضروری و لازم نہیں آتا، وہ آپ کی خصوصیت ہو سکتی ہے اور اس سورۃ کا نام والضحیٰ ہونا اس طرف اشارہ ہے کہ رحمتِ عالم ﷺ کی ذات چڑھے دن کی طرح حضرت صدیق اکبر کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف ہدایت و فضل کا ذریعہ اور طلبِ رضا کا وسیلہ ہے۔ (سیرت مصطفیٰ جانِ رحمت)

علمائے اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے بہتر ہیں علاوہ اس کے کہ وہ نبی نہیں ایک حدیث پاک میں ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا سوائے نبی کے کوئی شخص ایسا نہیں جس پر سورج طلوع و غروب ہوا ہو اور وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہو یعنی دنیا میں نبی کے بعد ان سے افضل کوئی پیدا ہی نہیں ہوا ابوداؤد شریف کی حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، اے ابوبکر سن لو میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہو گے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکر صدیق سے محبت کرنا اور ان کا شکر ادا کرنا میری پوری امت پر واجب ہے۔ (فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی خطبات)

اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل و برتر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے حضرت مجدد الف ثانی شیخ فاروق احمد سرہندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں صداقت و نبوت ہم خانہ ہیں فرق صرف فضیلت و عدم فضیلت کا ہے حضور ﷺ نے فرمایا میں، ابوبکر اور عمر ایک ہی مٹی سے بنائے گئے ہیں ہم اسی ایک ہی مٹی میں دفن ہونگے زمانہ قیامت تک اس فرمانِ نبی ﷺ کا نظارہ کرتا رہے گا۔

(یارانِ مصطفیٰ ﷺ مفتی غلام حسن صاحب حزب الاحناف)

بعد از انبیاء و مرسلین علیہم السلام تمام مخلوقاتِ الہیہ، انس و جن، ملک (فرشتوں) سے افضل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر فاروق اعظم پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہم ہیں جو شخص مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل بتائے گمراہ و بد مذہب ہے ان کی خلافت برتر تیب فضیلت ہے یعنی جو عند اللہ افضل و اعلیٰ و اکرم تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا اور افضل کا یہ معنی نہیں کہ جسے ملک داری یا ملک گیری میں زیادہ سلیقہ ہو جیسا کہ آج کل سنی بننے والے تفصیلیئے کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت مصدقہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اس پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل نیک خواہ ہیں اگرچہ باہمی جنگوں میں مبتلا ہوئے اگر ان کی روایت مشکوک ہو تو شریعت اسلامی صرف سرکارِ دو عالم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ تک منحصر رہے گی اور قیامت تک کے تمام زمانوں پر محیط نہیں رہے گی صحابہ میں افضل علی الاطلاق حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں اس پر اہل سنت کا اجماع ہے۔ (شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی)

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بخاری شریف میں نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے افضل ہونے پر باب باندھ کر سولہ (۱۶) احادیث بیان کیں ہیں جن میں سے ایک حضرت عثمان سے روایت ہے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا سب سے زیادہ آپ ﷺ کو کون پیارا ہے فرمایا عائشہ میں نے عرض کیا مردوں میں آپ ﷺ نے فرمایا اس کا باپ (ابوبکر) میں نے پوچھا پھر کون فرمایا عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت جو امام بخاری نے بخاری شریف میں بیان کی ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ابوبکر میرے بھائی اور دوست ہیں جو حضرات کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سوا کسی کو بھائی کہنے کا اعزاز نہیں بخشا وہ بخاری شریف کی اس حدیث کو ذرا تعصب کی عینک اتار کر ملاحظہ کریں ممکن ہے اللہ تعالیٰ رافضیت کی نحوست سے نجات و رجوع نصیب فرمادے۔

مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ نزہۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں اہلسنت کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہل سنت و جماعت نصرہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ و رسل و انبیاء بشر صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تمام مخلوق الہی سے افضل ہیں۔ پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی رضی اللہ عنہم اس مذہب مہذب پر آیات قرآن عظیم و احادیث کثیرہ حضور پر نور نبی کریم ﷺ کے ارشادات جلیلہ واضحہ امیر المؤمنین مولیٰ علی مرتضیٰ و دیگر ائمہ اہل بیت اطہار و ارتضاء و اجماع صحابہ کرام و تابعین عظام و تصریحات اولیاء امت و علماء ملت رضی اللہ عنہم اجمعین سے وہ دلائل باہرہ و نج قاہرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمت و رضوان و برکت امیر المؤمنین اسد حیدر، حق گو، حق داں، حق پرور کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاکبر پر کہ اس جناب نے مسئلہ تفصیل کو بغایت مفصل فرمایا اپنی کرسی خلافت و عرش زمامت پر بر سر منبر مسجد جامع و مشاہد مجامع و جلوات عامہ و خلوات خاصہ میں بطریق عدیدہ، تامہ و مدیدہ، سپید و صاف، ظاہر و واضح، محکم و مفسر، بے احتمال دگر، حضرات شیخین کریمین وزیرین جلیلین (ابوبکر و عمر) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنی ذات پاک اور تمام امت مرحومہ سید لولاک ﷺ سے افضل و بہتر ہونا ایسے روشن و امین طور پر ارشاد کیا جس میں کسی طرح کا شائبہ و شک و تردّد نہ رہا مخالف مسئلہ کو مفتری بتایا اسی کوڑے کا مستحق ٹھہرایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان اقوال کریمہ کے راویین اسی سے زیادہ صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ (سیرت مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ)

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اہل سنت کی علامات (نشانیوں) کیا

ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

تفضیل الشیخین و حبّ الختین و المسح علی الخفین (نزہۃ

القاری شرح بخاری)

شیخین یعنی ابوبکر و عمر کو افضل ماننا ختین یعنی داماد عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا، خفین یعنی موزوں پر مسح کرنا۔

نوٹ: طاغوت برانڈ، اچھے خیال، ماڈرن تفصیلیوں نے ایک نئی بکواس یہ نکالی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صرف سیاسی خلیفہ تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ روحانی خلیفہ تھے اور روحانی خلیفہ سیاسی خلیفہ سے افضل ہے طوالت سے بچنے کے لیے ہم اس کے جو اب میں صرف حضرت پیرسید مہر علی شاہ صاحب آفتاب گولڑہ کا ایک ارشاد پیش کرتے ہیں جس میں ایسی تحریر ہی سوچ کا واضح الفاظ میں رد کیا گیا۔

حضرت گولڑی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نیابت نبوی کا مستحق وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفس کے قریب ہو بس اسے صورت خلافت (یعنی ریاست عامہ) اور معنی خلافت (یعنی قرب انبیاء) دونوں (یعنی سیاسی و روحانی) کا جامع ہونا چاہیے جیسا کہ خلفاء اربعہ علیہم الرضوان تھے۔ (فتاویٰ مہریہ)

مسئلہ علیہ السلام

۱۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نہبانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”سلام“ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تہادوسروں پر استعمال نہیں کیا جائے گا پس حضرت علی علیہ السلام نہیں کہا جائے گا اور اس پر اجماع ہے۔ انبیاء کے علاوہ کسی اور بزرگ جیسے امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ علیہ السلام نہ کہا جائے کیونکہ علیہ السلام نبیوں کے لئے ہے۔ (افضل الصلوات علی سید السادات)

۲۔ مستقل طور پر کسی غیر نبی پر صلوة یا سلام منع ہے۔ (شان حبیب الرحمن)

۳۔ غیر انبیاء پر سلام نہ بھیجا جائے البتہ برسبیل خطاب زندہ و فوت شدہ کے لئے

مضانقہ نہیں۔ (الخصائص الکبریٰ)

۴۔ علماء کے ایک گروہ جماعت نے غیر نبی پر سلام مکروہ قرار دیا ہے۔

(القول البديع از علامہ سخاوی)

سلام بھی صلوٰۃ کے معنی میں ہے غیر نبی پر بالاستقلال نہ پڑھا جائے (جواهر البحار)

۵۔ علیہ السلام انبیاء و ملائکہ کے ساتھ خاص ہے ان کے سوا دوسروں کے نام پر

استعمال نہ کیا جائے۔ (بہار شریعت)

۶۔ ہمارے نبی کے نام کے ساتھ (ﷺ) اور دیگر انبیاء کے ناموں کے ساتھ علیہم

السلام کے الفاظ واجب ہیں اس میں کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ (شفاء شریف)

انبیاء کے ساتھ سلام یا صلوٰۃ کی تخصیص ضروری ہے دوسرے اماموں کے ساتھ بخشش

ورضوان کا ذکر کیا جائے۔ (شفاء شریف)

۷۔ محققین اہل سنت کے نزدیک غیر انبیاء پر صلوٰۃ اور سلام استقلالاً جائز نہیں عرف

سلف میں یہ شعار (نشانی) انبیاء کی ہے جو ان کے ساتھ مخصوص و لازم ہے۔ (النبراس)

متاخرین اہل سنت میں (غیر نبی پر علیہ السلام) کا ترک متعارف ہو چکا ہے۔

(اشعة اللمعات جلد دوم)

۸۔ سلام صلوٰۃ کے معنی میں ہے لہذا ابوبکر، عمر، علی علیہم السلام نہ کہا جائے ہاں برسبیل

خطاب زندہ وفوت کو السلام علیکم کہہ سکتے ہیں۔ (امام نووی شرح مسلم)

۹۔ علامہ ابن عابدین نے شامی میں علامہ اسمعیل حقی نے روح البیان میں، ملا علی

قاری نے مرقات میں علامہ آلوسی نے روح المعانی میں بحوالہ التبیان، قاضی ثناء اللہ نے تفسیر

مظہری میں علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں، ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں علامہ عبدالغنی

نابلسی نے حدیقۃ الندیہ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ جیسے جلیل القدر

حضرات نے غیر نبی پر استقلالاً صلوٰۃ یا سلام سے منع کیا ہے بعض نے شعارِ روافض اور مکروہ

قرار دیا ہے۔

عدم جواز کے قائلین پر حرامی حرامی کا بہتان باندھنے والوں نے یہ نہیں سوچا کہ اس کی

زدمیں کتنی کتنی عظیم القدر ہستیاں آئیں گی۔ العیاذ باللہ۔

۱۰۔ ”علیہ السلام“ کے الفاظ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہیں صحابہ، اہل بیت یا

آئمہ کے اسمائے طیبہ کے ساتھ رضی اللہ عنہ یا رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ الفاظ ذکر کئے جائیں غیر نبی و

ملائکہ کے سوا علیہ السلام کہنا منع ہے یہ رافضیوں (شیعہ) کا طریقہ ہے۔ (فتاویٰ امجدیہ)

صحابہ و اہل بیت کو رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں جو عظیم شرف اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا

ہے قرآن پاک کی دوسری آیت میں خود اللہ تعالیٰ نے اس انعام و شرف کو عظیم ترین فرمایا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿رَضَوْنَا مِنَ اللَّهِ الْكِبْرُ﴾ (التوبہ: ۷۲/۹)

کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہی سب سے بڑا (اعزاز) ہے۔

اہل بیت کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام لکھنے یا بولنے پر شدت و ضد کرنے والے

آیت کریمہ کے لفظ اکبر پر ذرا خوب غور سے نظر انصاف فرما کر بتائیں کہ صحابہ و اہل بیت کے

ناموں کے ساتھ تمھارے منتخب و تجویز کئے ہوئے الفاظ زیادہ موزوں مناسب ہیں یا اللہ تعالیٰ

کے پسندیدہ و فرمودہ الفاظ زیادہ افضل و اعلیٰ ہیں۔ پھر کیا جواز و عدم جواز کے لحاظ سے یہ

مسئلہ اس شرعی نوعیت کا حامل ہے کہ اس پر مناظرہ کے جھوٹے چیلنج اور جدال و فساد کے طوفان

کھڑے کئے جائیں۔

۱۱۔ غیر نبی پر صلوٰۃ اور سلام جمہور کے مذہب کے مطابق استقلالاً و ابتداءً جائز نہیں

اتباعاً جائز ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول)

لفظ ”علیہ السلام“ کسی صحابی یا اہلیت کے لئے استعمال کرنا درست نہیں، مفتی احمد یار

خان صاحب نے ”شان حبیب الرحمن“ میں عالمگیری کے حوالے سے فرمایا ہے کہ مستقلاً غیر نبی پر

درود یا سلام بھجنا بصیغہ غیب منع ہے قرآن و سنت کے علاوہ عام رواج میں بھی بعض الفاظ

مخصوص ہو جاتے ہیں جو ہر ایک کے لئے مستعمل نہیں ہو سکتے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ

فرماتے ہیں:

العرف یخص بعض الكلمات ببعض الحالات والتجاوز عنه بعد سوء الادب كما لا يقال نبينا عز وجل وان كان قطعاً عزيزاً
 ”یعنی عرف عام بعض الفاظ کو بعض حالات میں اس طرح خاص کر دیتا ہے کہ اس کو چھوڑنا بے ادبی شمار ہوتا ہے جیسا کہ یہ کہنا ہمارے نبی عز وجل اگرچہ آپ ﷺ عزت و جلال والے ہیں“ (فتاویٰ نعیمیہ)

”رحمۃ اللہ علیہ“ کے الفاظ صحابہ کرام کے ناموں کے ساتھ مسموع و معمول (مشہور) نہیں ہیں صلوٰۃ و سلام انبیاء کرام کی تبعیت میں امت کے افراد پر نام بنام اجمالاً و تفصیلاً دونوں طرح جائز ہے۔ (فتاویٰ خلیلیہ جلد اول)

نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ”صلوٰۃ و سلام“ کی تخصیص واجب ہے اس میں کسی اور کو ان کے ساتھ شریک نہ کیا جائے۔ آئمہ و علما وغیرہ کو غفران و رضوان سے ذکر کیا جائے صدر اول میں یہ روش رائج و معروف نہ تھی، اس کو اہل بدعت (شیعہ) نے بعد میں ایجاد کیا وہ اپنے اماموں کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک و مساوی قرار دیتے ہیں ان کے طریقے سے اجتناب و احتراز واجب ہے اور آل و ازواج، ذریت کا ذکر بروجہ تبعیت و اضافت ہے۔ سلام صلوٰۃ کے معنی میں ہے تنہا غیر نبی پر مستعمل نہ ہوگا۔ یہ مسئلہ اجماعی ہے یہ طریقہ آداب نبوت کی رعایت میں اسلم و اقرب ہے اور صحیح یہ ہے کہ غیر نبی پر صلوٰۃ و سلام مکروہ تنزیہی اہل بدعت (شیعہ) کا شعار ہے کہ وہ اہل بیت پر اصالۃ صلوٰۃ و سلام بھیجنے لگے ہیں۔

(مدارج النبوت جلد اول)

لیکن لفظ صلوٰۃ کو نبی اکرم ﷺ کی تعظیم کے لئے خاص کیا گیا ہے لہذا اس سے عدول نہ کیا جائے گا۔ اور آپ ﷺ جس پر چاہیں لفظ صلوٰۃ فرمائیں یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے دوسروں کو غیر نبی اور غیر فرشتہ پر یہ لفظ جائز نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے سوا کسی پر صلوٰۃ درست نہیں اصحاب شوافع کہتے ہیں کہ ابتداء غیر انبیاء پر صلوٰۃ مکروہ ہے

ایک قول کے مطابق حرام ہے اور سلام کا لفظ بھی صلوٰۃ کے معنی میں ہے لہذا غیر انبیاء کے غیب پر سلام نہ بھیجا جائے (یعنی علیہ السلام نہ کہا جائے) اور زندہ و مردہ کے لئے برسبیل خطاب لفظ سلام کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (خصائص کبریٰ)

انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی اور کے نام کے ساتھ ”علیہ السلام“ استقلالاً یا ابتداءً لکھنا یا بولنا شرعاً ممنوع ہے۔ علماء نے اسے انبیاء کے ساتھ خاص لکھا ہے البتہ ان (انبیاء) کی تبعیت میں غیر نبی پر درود و سلام بھیجا گیا ہو تو اس کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ جد الممتار میں نقل فرماتے ہیں انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی کے ساتھ ”علیہ السلام“ جداگانہ طور پر لگانا بدعت ہے جس سے بچنا ضروری ہے حضرت ملا علی قاری نے فقہ اکبر میں صراحت فرمائی کہ سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ”علیہ السلام“ کہنا روافض کا شعار ہے میں کہتا ہوں جب اس کی ممانعت پر اجماع منعقد ہو گیا تو اس کے ارتکاب کا کوئی معنی نہیں۔ (جد الممتار جلد ۵ صفحہ ۱۶۱)

صحابہ و اہل بیت کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھنا چاہیے غیر نبی پر ”علیہ السلام“ ناجائز کہنے والے کو جو یہ کہے کہ تیرا خانہ دل ایمان سے خالی ہے وہ سخت حماقت و جہالت ہے اور اس میں علماء کی توہین بھی ہے لہذا ایسے شخص پر لازم ہے کہ اپنے اس قول سے توبہ کرے۔ (دارالافتاء اہلسنّت مفتی فضیل رضا قادری عطاری مسجد کنز الایمان بابری چوک کراچی)

سلام اعلیٰ حضرت میں نبی کریم ﷺ کے بعد صحابہ پر سلام کا تذکرہ ہے پھر اس کے بعد خود اعلیٰ حضرت پر سلام کا تذکرہ ہے لہذا اس میں حرج نہیں۔ (وقار الفتاویٰ)

فقط ”علیہ السلام“ مسئلہ مختلف فیہ ہے تاہم مستقلاً کسی کے لیے علیہ السلام نہ کہنا چاہیے اور تبعاً کہنے میں حرج نہیں۔ (فتاویٰ جامعہ نظامیہ لاہور)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں الخ صلوٰۃ و سلام بالاستقلال انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ و السلام کے سوا کسی کے لیے نہیں ہاں بہ تبعیت جائز ہے۔ صحابہ کرام کے لیے ”رضی اللہ عنہ“ اور تابعین، علماء، شرفاء کے لیے رحمۃ اللہ علیہ کہنا مستحب ہے۔

لباس کا رنگ

”عن سمرة ان النبي ﷺ قال البسوا الثياب البيض فانها اطهر واطيب و كفنوا فيها موتاكم“ (رواه احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجه)

روایت ہے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سفید کپڑے زیادہ پہنوزیادہ پاکیزہ اور بہت ستھرے ہیں اور بہت پسندیدہ ہیں اور اس میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

سرخ و گلابی لباس خوارج دشمنان اہل بیت اطہار مسرت کے لئے پہنتے ہیں سیاہ (کالا) لباس روافض (شیعہ) پہنتے ہیں اس سے اجتناب چاہئے۔ (فتاویٰ امجدیہ)

روافض زمانہ (شیعہ) عموماً مرتدین ہیں:

لبس تاج الرفضۃ مکروہ کراہۃ تحریم
یعنی شیعہ کی وضع ولباس اختیار کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاویٰ مصطفویہ)

نبی اکرم ﷺ کا لباس اکثر سفید ہوتا اور فرماتے سفید لباس زندہ ساتھیوں کو پہنایا کرو اور فوت شدہ کو کفن سفید رنگ کا دیا کرو۔ (جواهر البحار)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سفید کپڑے پہنو کہ وہ بہت پاکیزہ، بہت صاف اور بہت اچھے ہیں اپنے مردوں کو کفن ان میں دو۔ شیخ محقق اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے سفید کپڑوں کو بہت زیادہ پاکیزہ اس لئے فرمایا کہ وہ جلد میلے ہو جانے کے باعث زیادہ دھوئے جاتے ہیں برخلاف رنگ دار کے کہ وہ دیر سے دھوئے جاتے ہیں اور آپ ﷺ نے سفید کپڑوں کو بہت صاف اس لئے فرمایا کہ وہ رنگوں کی آمیزش سے بھی پاک ہوتے ہیں اور آپ ﷺ نے بہت اچھے اس لئے فرمایا کہ طبیعتِ سلیمہ ان (یعنی سفید) کی طرف زیادہ میلان رکھتی ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۵)

اب جو لوگ یہ خواہشات رکھتے ہیں کہ ہمارے دوسرے کپڑے جلد پھٹ جائیں کہ

ان کی جگہ بھی کالے بنوائیں کیونکہ وہ وہابیت سے شیعیت کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں سنیوں کو لوٹنے کے لئے سفید کپڑے پہنے ہوئے اکتا گئے، کالے کپڑوں سے اتنی محبت اور سفید سے اتنی بیزاری و اعراض واضح کرتا ہے کہ ہمارے مہربان طبیعتِ سلیمہ کو طبیعتِ کمینہ پر قربان کر چکے ہیں یا پھر کالے ناگوں کے شکنجے میں پھنس گئے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے اور سب کو ان کے شر سے بچائے۔ (آمین)

طوالت کے خوف سے ہم اس بحث کو مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کردہ چند باتیں بیان کر کے ختم کرتے ہیں مفتی صاحب فرماتے ہیں حدیث کا لفظ اطیب پسند یدگی کے معنی میں خواہ شرعاً، عقلاً، طبعاً ہو مگر اس حدیث میں لفظ اطیب طبعاً پسند کرنے کے معنی میں ہے مفتی صاحب علیہ الرحمۃ مزید فرماتے ہیں کہ وہ جو وارد ہوا ہے (بعض روایات میں) کہ حضور ﷺ نے سیاہ عمامہ باندھایا سرخ دھاری دار جوڑا پہنایا عورت کا کپڑا رنگین ہو وہ سب بیانِ جواز کے لیے ہے بعض طلباء، صوفیاء رنگین کپڑے پہنتے ہیں وہ محض اس لیے کہ جلد دھونا نہ پڑیں ورنہ مسلمان کے لئے سفید کپڑا بہت ہی بہتر ہے۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ششم)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں صحاح ستہ کی کتاب ابن ماجہ شریف میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوب صورت ترین لباس جسے پہن کر تم مساجد میں اور قبر میں (بحالتِ کفن) اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو وہ سفید لباس ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ سفید لباس و کفن سب سے بہتر و افضل ہے اور اس روایت کو امام ابو داؤد اور ترمذی نے صحیح کہا۔ (تفسیر در منثور جلد سوم)

کالا لباس ہمارے یہاں روافض (شیعہ) کا شعار ہے اس سے بچنا لازمی ہے چنانچہ شامی شریف کا ارشاد ہے:

اما کانوا مخلصین اهل الاسلام فلا بد من تمييزهم عنا بيميز بهم

لباسهم و هيئته شعار الروافض فيجب التحذر عنه

جہان مسلمان (کافر) اکٹھے رہتے ہوں وہاں لباس و ہیئت میں

(کافروں) سے تمیز بہت ضروری ہے۔ اور روافض (شیعہ) کے شعار

سے بچنا واجب ہے۔ (فتاویٰ نعیمیہ)

فیض الملت حضرت علامہ فیض احمد اویسی صاحب فرماتے ہیں: اسلامی قاعدہ ہے کہ بد مذہب قوم کے ساتھ کسی طرح بھی تشابہ نہ ہو ان سے تشابہ کے تمام طور طریقے ترک کرنے چاہئیں پھر اگر کوئی اس تشبیہ کو قصد او ارادۂ عمل میں لاتا ہے تو حرام ہے ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔ جیسا کہ سر اور مونچھوں پر اُسترا پھیرنا جائز تو تھا لیکن یہ خوارج (وہابیوں) کا شعار ہو گیا ہے اس لیے علماء نے سر اور مونچھیں چٹ صفا کرنے سے روک دیا یونہی سیاہ لباس جائز تو ہے لیکن اس سے شیعہ و روافض سے تشابہ ہوتا ہے اس لیے روکا گیا ہے بالخصوص ماہ محرم میں بلکہ علماء کرام بد مذہب کے خلاف عمل کو جب کہ ان کا زور ہو ان کے خلاف عمل کو زیادہ ثواب سمجھتے تھے۔ (کتاب مسئلہ ”علیہ السلام“)

سیاہ عمامہ

مناظر اعظم مولانا محمد عمر چھروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نبی معظم ﷺ نے ہمیشہ سفید لباس اور سفید عمامہ استعمال فرمایا اور سفید لباس ہی آپ ﷺ کو پسند تھا اور زندوں مردوں کے لئے سفید کپڑے کا ہی حکم فرماتے تھے کہ یہی نوری لباس ہے جو شخص آپ ﷺ کا پسندیدہ سفید لباس پہنے گا وہ آپ ﷺ کو پسندیدہ و مقبول ہوگا اور سیاہ عمامہ کی روایات میں ایک ہی موقع یعنی فتح مکہ کا ذکر ہے اس موقع کے مختلف اوقات میں جس نے جیسے دیکھا تھا ویسے ہی بیان کیا اس لئے کہ شہر میں داخلہ کے وقت سرانور پر خود تھا جو بعد میں (مزامت نہ ہونے پر) اتار دیا گیا تھا نیچے جو عمامہ شریف تھا وہ خود سے رگڑ کے باعث سیاہ ہو گیا تھا وہ رنگا ہوا سیاہ نہ تھا چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہی بات ثابت ہے کہ خود کی رگڑ کا اثر عمامہ شریف پر کچھ زیادہ ہی ہو گیا تھا (ملخصاً مقیاس خلافت) زرد رنگ کی سب روایات منقطع ہیں۔ ہمارے حریف اگرچہ دروغ و تقیہ کے حامل و ماہر ہیں مگر چونکہ انھوں نے خود مولانا محمد عمر چھروی علیہ الرحمہ کو مستند مانتے ہوئے ان کا حوالہ طلب کیا ہے اس

لئے ان کی کتاب مقیاس خلافت کی طرف ہم توجہ دلاتے ہیں کہ ضرور ملاحظہ کریں۔

کعبہ شریف کا غلاف سفید تھا

مولانا عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت سے تمھاری کالی فکر کے جوابات تمھارے جنم سے پہلے رقم کر دئے تھے اور ثابت کیا ہے کہ کعبہ شریف کا غلاف نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں سفید ریشمی ہوتا تھا سیاہ ریشمی غلاف حاج بن یوسف کی ایجاد ہے (مقیاس خلافت) کیا آپ افکارِ حاجی کے دلدادہ تو نہیں ہو گئے؟ امام عبدالرزاق نے کہا ابن جریر سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور خلفاء ثلاثہ قبلی و یمنی سفید چادروں کا غلاف چڑھایا کرتے تھے۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری)

اہل سنت کا طرہ امتیاز

درجات و مراتب کو ملحوظ رکھ کے کمال تعظیم و آداب بجالانا اہل سنت و جماعت کا معلوم و مشہور شعارِ عالی و قار ہے۔ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا کیا آپ دو لفظوں میں وہابی اور بریلوی کا فرق بتا سکتے ہیں تو مجاہد ملت نے فوراً فرمایا ہاں غور سے سنو وہابی ابلیسی ہیں اور ہم بریلوی جبرائیلی ہیں مطلب یہ ہے کہ فرق مراتب و آداب کا لحاظ نہ رکھنا یہ وہابیوں کا طریقہ و پہچان ہے اور ہر کسی کے مراتب و آداب کا لحاظ رکھ کے غلامی و اطاعت اور محبت کرنا یہ جبرائیلی سنت بریلویوں کا طرہ امتیاز اور شعارِ عالی کار ہے۔ مجہد تعالیٰ اہل سنت و جماعت کے سلف و خلف کا افراط و تفریط اور غلو کی ضلالتوں سے کبھی کسی دور میں دور کا بھی واسطہ نہیں رہا بلکہ ایسے مریض ضلالت شخص کو اہل سنت سے خارج قرار دیا اور عوام اہل سنت کو اسکی گمراہی سے بچنے کی سختی سے تلقین کی کیونکہ اہل سنت کے عقائد و اعمال اللہ تعالیٰ کے فضل نبی رحمت ﷺ کے کرم سے اتنے قطعی و ٹھوس اور واضح و دو ٹوک محققانہ و مضبوط قرآن و سنت کے ماخوذ و محفوظ اور ایسے کامل و مقبول ہیں کہ اب قیامت تک ان میں کسی جاہل بڑھئی کو کمی و زیادتی کرنے کی ضرورت نہیں اور انھیں ثابت کرنے کے

لئے کسی دھونس و دھن، دشنام و طعن، تقیہ و کذب، مکر و فریب اور منافقت و دروغ کی معیوب و مجروح، کمزور و کمزورہ بیساکھیوں کی قطعاً ہرگز کوئی ضرورت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت کو آج تک کسی بھی میدانِ مقابلہ میں خجالت و شرمندگی کا سامنا نہیں کرنا پڑا ابلیس اپنے بغل بچوں سمیت لباسِ خضر میں آتا رہا اور اہل حق کے گروہ میں گھسے ہوئے پردہ نشین بھی مجبوراً یا مرغوباً ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اس کی معاونت و مدد کرتے رہے مگر تمام حالات و اوقات میں وعدہ الہیہ ﴿لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا﴾ (شیطان کی مکاریاں ذرا بھر بھی حق کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں اور فرمانِ محبوب خدا ﷺ الحق يعلو ولا يعلىٰ علیہ (حق غالب ہے اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا) ہمیشہ سچ ثابت ہوا اور اہل طاغوت حق میں کسی قسم کی تلبیسات و اختلاط کرنے میں نہ صرف ناکام و نامراد رہے بلکہ حرفِ غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹتے رہے اور ان شاء اللہ قیامت تک مٹتے رہیں گے۔ مذہبِ اہل سنت کے افکار و اعمال میں تاثرِ عنکبوت جتنی بھی اگر کوئی کمزوری ہوتی تو یہودی و عیسائی سرمایہ و اشارہ پر دندنانے والے کب کے اسے بے نشان کر چکے ہوتے مگر وقت نے ہمیشہ ثابت کیا کہ اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے۔ ہمارے ضلع راولپنڈی بالخصوص تحصیل گوجر خان میں بھی کچھ عاقبت نااندیش شتر بے مہار علم و اخلاق سے مکمل تہی دامن حضرات نے وہابیت سے شیعیت کی طرف جاتے ہوئے بڑی رازداری اور گہری سازش سے نقب زنی کی کمزورہ کوشش یوں کی ☆ کہ حبِ آلِ رسول ﷺ کی آڑ میں سب سے پہلے !!!

☆ نعرہ تحقیق پر طعن شروع کیا پھر

☆ غیر نبی پر علیہ السلام جائز نہ سمجھنے والے پر حرامی کی تہمت لگائی پھر

☆ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں سست و گھٹیا گفتگو کر کے اجتماع عام میں

بڑی ڈھٹائی سے خبثت ریزیاں کیں گئی پھر

☆ افضل البشر بعد الانبیاء حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا حضرت علی

رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے موازنہ کا دروازہ کھولا گیا پھر

☆ نوبت آنجا رسید کہ انبیاء علیہم السلام کی شان و عظمتِ کردار پر حرف گیری کے نشتر پھینکنا شروع کر دیئے۔

اور اخلاقی لحاظ سے جس آوارگی کا مظاہرہ کیا گیا اس پر اللہ کی پناہ، جسے ہم پر اعتماد نہ ہو آڈیو ویڈیو سیڈیز ہم سے طلب کر کے خود دیکھ لے کہ یہ ذئباب فی ثياب کس دریدہ وئی سے خبث فشانہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انبیاء حتیٰ کہ:

☆ سید الانبیاء ﷺ کے دور میں بھی پوری دنیا سے کفر ختم نہ ہوا آخر زمانے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیٹا امام مہدی رضی اللہ عنہ آئے گا تو پوری دنیا سے کفر ختم کرائے گا۔

یہ غیر نبی کا نبی سے تقابل کرنا کفر ہے۔ ایسی طرزِ خرافات کون سی اہل سنت کی خدمت ہے۔ بعض افراد نے مرعوباً یا ضرورتاً انھیں سپورٹ کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور بھی لگایا مگر خواہشات کی تکمیل میں ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آنا تھا، نہ آیا۔ کیونکہ تائیدِ ایزدی صرف حق کے علم برداروں کے ہمیشہ شامل حال رہی ہے۔ ہر چند کہ مذکورہ بالا مسائل آج سے صدیوں قبل ہمارے اسلاف پوری تحقیق و تدقیق سے اجماعاً ثابت فرما چکے ہیں جس کی تفصیلات ان کے نادر و قیمتی شذرات و تصنیفات میں دیکھی جاسکتی ہیں مگر عامۃ الناس عدم استطاعت یا تنگنی وقت کے باعث مسئلہ کی تہہ تک پہنچنے سے قاصر ہوتے ہیں جس کے باعث وہ بہر و پیوں کے لبادہ سے متاثر یا پروپیگنڈہ سے مرعوب ہو کر انصاف کا دامن ڈھیلا کر دیتے ہیں اور ایمان جیسی قیمتی متاع کو ضائع کر بیٹھتے ہیں اسی لئے ہم نے اپنی اس مختصر تحریر میں قرآن و سنت اور بزرگ آئمہ اسلاف کے کچھ موتی صرف انصاف کی امید رکھتے ہوئے اور جتوئے حق کی طرف متوجہ کرنے کے لئے جمع کئے ہیں۔

﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ﴾ (الحشر: ۵۹/۲)

عبرت پکڑو اے عقل والو۔

دوسروں پر غریب اللسانی کی طعنہ بازیاں، حرامی کی بہتان طرازیں اور بد صورتی کی

پھبتیاں گس کے اپنی تحقیقی گروندیوں کی بھرمار سے دھاک بٹھا کر یہ پوٹھو ہار کے امیراللسان مرزا غالب اور حسن کے طاؤس بننے والے اپنی ذات سے بھی عبرت نہیں پکڑتے اور صد افسوس ہے ان علم کے قارون، مدعیان علم و فن، صاحبان خرقہ و سالوس پر جن کی طفل تلیوں اور تجاہل عارفانہ پر تو ماتم ہی کیا جاسکتا ہے جو کتاب کے متن کو چھوڑ کر کا تب کی غلطیوں سے صاحب کتاب کا نظریہ بڑی ڈھٹائی سے ثابت کرنے کی سعی و لا حاصل کرتے ہیں پھر عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے مناظرہ کا جھوٹا چیلنج بھی کر دیتے ہیں مگر وقت آنے پر گر گٹ کی طرح رنگ اور شتر مرغ کی طرح پینتر ابدلتے ہوئے صاف مگر جاتے ہیں کہ ہم نے مناظرے کا چیلنج نہیں دیا۔

دروغ گوئی کی کرشمہ سازیاں

کا عالم یہ ہے ان کے منافقانہ عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے قلوب واذہان پر نفس و حبث کے ایسے غلیظ پردے پڑ گئے ہیں اور ضعف حافظہ یا منافقت کا یہ عالم ہے کہ ایک جلسہ میں کہتے ہیں اصحابی کالنجوم میں اضافت جمع الی الواحد معنی استغراق کا دیتی ہے (یعنی ہر وہ آدمی جو صحابی ہے ہدایت پر ہوگا) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو بڑے بلند ہیں جس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بحالت ایمان دیکھ لیا اُس کو بھی جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ یہ صاحب دو ماہ بعد ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہتے ہیں نبی کریم ﷺ تین قبیلوں کو جن میں بنو امیہ بھی ہیں بُرا جانتے تھے سوائے کچھ افراد کے محقق موصوف نے یہ عقدہ کشائی نہیں فرمائی کہ انھوں نے کس تفسیقی و تجہیلی یا عنقریبی و استدراجی طریقہ واردات سے حدیث کے مفہوم استغراق و عموم کو مقید و مخصوص کر کے پورے تین قبیلوں کو مبغوض بنا دیا ہے۔ موصوف نے ایک جلسے میں نعرہ تحقیق کا اثبات کرتے ہوئے کہا کہ نعرہ تحقیق قاضی مظہر کا نعرہ نہیں جو نعرہ تحقیق سے پریشان ہو وہ سنی کیسے ہے جبکہ دوسرے جلسے میں ان کے سامنے کھلے لفظوں نعرہ تحقیق کا بغیر تحقیق کے انکار کیا جاتا رہا مگر موصوف کی رگ سنیت لُس سے مَس نہ ہوئی۔

(پوٹھو ہار کو قاضی محمد شفیع صاحب اور مولوی محمد شاہ نواز رحمہما اللہ تعالیٰ نے بڑی جانکاہی

سے رافضیانہ و خارجیانہ طاعون تلہیسات اکبری سے بچایا خطیہ پوٹھو ہار ان مسلمہ مستند حضرات کی شان و جلالت علم و کشف کے آپ بھی معترف و مشتہر رہے ہیں آپ کو قلابازیاں کھاتے کھاتے عمر کے اس حصہ میں جو دُرور کی سوجھی ہے اُن خرافات کی ایک لمحہ کے لئے ذرا بھر بھی مذہب مہذب حق اہل سنت و جماعت میں اختلاط کی کوئی گنجائش ہوتی تو یہ علم و روحانیت اور اخلاص و للہیت کے پیکران مجسم حق و باطل میں تمیز کی اتنی شدت سے کوشش نہ فرماتے) آپ کو اگر کوئی مجبوری ہے تو جو چاہیں کریں مگر اہل سنت کو معاف رکھیں کہ وہ آپ کی ابلہیسی تلہیسات سے سخت بیزار ہیں:

گھنگرو کی طرح بجتے ہی رہو گے ہر کام میں
کبھی اس خصام میں کبھی اس گام میں

مولوی صاحب موصوف نے لفظ ”یار“ کے استعمال کو بھی بڑا معیوب قرار دیا ہے تو اگرچہ اُمت کے جید بزرگوں نے جائز سمجھتے ہوئے یہ لفظ استعمال کیا ہے یہاں تک کہ فخر العشق، امام بے باک، مجدد علی الاطلاق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ جو ناموس مصطفیٰ ﷺ کے معاملہ میں انتہائی حساس ہیں انہوں نے بھی ”حدائق بخشش“ میں کئی جگہ لفظ ”یار“ استعمال کیا مگر طوالت کے خوف سے ہم صرف مولوی صاحب موصوف کی توجہ اُن کے فرمودہ چوٹی کے منورخ کی کتاب ”ضیاء النبی“ کی طرف دلاتے ہیں جس میں پیر صاحب نے کئی مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کا یار لکھا ہے۔ مولوی صاحب نے نعرہ تحقیق کے خلاف کوئی ضعیف دلیل و قول یا معقول وجہ پیش نہیں کر سکے صرف یہ حکم دیا کہ یہ نعرہ نہ لگاؤ یہ نعرہ وہابیوں کا ہے مولوی صاحب نے مسجد میں کھڑے ہو کر یہ ایسا صریح جھوٹ بولا ہے کہ جھوٹ کو بھی شرم آرہی تھی کیونکہ وہ اسی مسجد میں تیس ۳۰ سال یہ نعرہ لگاتے رہے تھے اب کہتے ہیں کہ جو نعرہ میں تمہیں دوں وہ لگاؤ کتنی عجیب بات ہے کہ موصوف اپنے گریبان علمی میں جھانکے بغیر حجۃ الاسلام بن گئے ہیں اور اپنی گتھی و شعور سے جو نعرے نکالے ہیں وہ سن کے کوئی ہنسے یاروئے کہتے ہیں میں نعرہ دیتا ہوں: نعرہ صدیق، نعرہ فاروق، نعرہ عثمان: یہ ہیں مولوی صاحب موصوف کی تحقیق تجہیل کے اختراع کیے ہوئے نعرے گویا صدیق، فاروق،

عثمان مولوی صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں ایسے روکھے پھیکے نعروں کی کوئی تحقیق بھی بیان نہیں کی گئی کہ یہ کس آیت، حدیث یا امام و شیخ کے قول و فرمان سے ثابت ہیں اس مجد و فسق اور ڈھولِ رفض کو یہ بھی معلوم نہیں کہ میری علمی و عملی حیثیت و اوقات کیا ہے اہلسنت اپنے جید و مستند اسلاف کی تعلیمات کو چھوڑ کر کیونکر آپ جیسے لنگور پر فتور کی معروضات و مغالطات کو قبول کریں گے سنی تو اپنے امام بریلوی علیہ الرحمہ کے اس تحقیقی عقیدہ کہ:

جنان بنے گی محبان چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے
کے مطابق نبی کریم ﷺ کے چار یاروں کی عظمت کا یہ نعرہ لگاتے رہیں گے دعوت
اسلامی کے مفتی ”فضیل رضا قادری عطاری“ اپنے فتوے میں لکھتے ہیں نعرہ تحقیق حق چار یار
لگانا جائز ہے۔ (دارالافتاء اہل سنت کنز الایمان مسجد بابری چوک کراچی)
جو شخص نعرہ تحقیق کو خارجوں کا نعرہ کہے گویا اس کے دل میں بغضِ صحابہ ہے مذکورہ شخص

رافضی ہے یا گمراہ ہے۔ (فتاویٰ جامعہ نظامیہ لاہور)

غریب شہر ہوں میں سُن تو لے مری فریاد
کہ تیرے سینے میں بھی ہوں قیامتیں آباد
مری نوائے غم آلود ہے متاع عزیز
جہاں میں عام نہیں دولتِ دلِ ناشاد

☆.....☆.....☆.....☆

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

کی ہدیۂ شائع شدہ کتب

عصمت نبوی ﷺ کا بیان، گستاخ رسول کی سزائے موت،

غیر اسلامی رسومات کے خلاف اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے سو (100) فتاویٰ

تنویر البرہان، نقاب کشائی، فلسفہ اذان قبر

ستراستغفارات، دلائل نوریہ بر مسائل ضروریہ، خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

کی تالیفات میں سے

عورتوں کے ایام خاص میں نماز اور روزے کا شرعی حکم،

نسب بدلنے کا شرعی حکم، تخلیق پاکستان میں علماء اہلسنت کا کردار،

دعاء بعد نماز جنازہ، طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم،

ضبط تولید کی شرعی حیثیت (برتھ کنٹرول پر جامع تحریر)

مندرجہ ذیل کتب خانوں پر دستیاب ہیں

مکتبہ برکات المدینہ، بہار شریعت مسجد، بہادر آباد، کراچی

ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی

مکتبہ غوثیہ ہوسیل، پرانی سبزی منڈی، نزد عسکری پارک، کراچی

مکتبہ انوار القرآن، مبین مسجد مصلح الدین گارڈن، کراچی (حنیف بھائی انگوٹھی والے)

کراچی سے باہر دیگر شہروں کے کتب خانوں کے مالکان رابطہ کریں

تاکہ اُن شہروں کے قارئین کے لئے ان کتب کا حصول آسان ہو سکے۔

رابطے کے لئے: 021-32439799، 0321-3885445

